ماہنامہ انوارِ مدینہ

شمارہ : ۲	محرم الحرام ۱۴۲۶ھ ۔ فروری ۲۰۰۵ء	جلد : ۱۳

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳روپے............سالانہ ۱۵۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی....سالانہ ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش.................سالانہ ۶ امریکی ڈالر

امریکہ، افریقہ.......................سالانہ ۱۶ ڈالر

برطانیہ.................................سالانہ ۲۰ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311

خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310

فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662

رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702

موبائل : 092- 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز		۳
درس حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
محرم الحرام کے فضائل واحکام	حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۱۱
اسلام کے اعلیٰ اوصاف	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۶
مبارک ہوتم کو	حضرت زکی کیفی صاحبؒ	۳۴
دینی اُمور پر اُجرت	حافظ مجیب الرحمٰن صاحب اکبرؔی	۳۵
حکومت،عوام،قادیانی اور پاکستان؟	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	۴۵
اعمالِ مغفرت	جناب محمد راشد صاحب	۵۰
دینی مسائل		۵۹
اخبار الجامعہ		۶۳

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ.........................
سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ
...................روپے ارسال فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

گزشتہ دنوں قومی اخبار روزنامہ نوائے وقت میں سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ

"پچھلے پانچ سالوں کے دوران پاکستان کے 10 فیصد امیر ترین گھرانوں کی قوتِ خرید میں 33 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ اسی عرصہ میں ملک کے 10 فیصد غریب ترین خاندانوں کی قوتِ خرید میں 9 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ انکشاف سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے 1999ء سے 2004ء کے عرصہ میں دو طبقوں کی آمدن و خرچ میں واضح عدم توازن نوٹ کیا گیا ہے۔ ملک کے 10 فیصد امیر ترین گھرانوں کی آمدن میں اضافے کی وجہ سے ان کی قوتِ خرید میں 33 فیصد اضافہ جبکہ نچلی سطح پر 10 فیصد غریب ترین گھرانوں کی کم آمدن کی وجہ سے ان کی قوتِ خرید میں 9 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق سندھ اور بلوچستان میں دیگر دو صوبوں کے مقابلے میں غربت کی شرح زیادہ ہے۔ مجموعی طور پر غربت کی سطح میں اضافہ ہوا ہے"۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۷؍جنوری ۲۰۰۵ء)

یہ خبر اخبارات میں نمایاں کر کے شائع نہیں کی گئی تھی حالانکہ اس کو بہت نمایاں کر کے چھاپنا چاہیے تھا، دیگر یہ کہ اگر غیر جانبدار ذرائع اِن حالات کا جائزہ لیں تو اعداد و شمار اِس سے کہیں زیادہ سنگین ہونگے۔اس خبر کے پس پردہ انتہائی بھیانک مستقبل سے آنکھیں چار ہونے کا عندیہ مل رہا ہے۔ملک کا موجودہ سرمایہ دارانہ نظام جس کی بنیاد سُود پر قائم ہے اوراس کی بدولت مالدار امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے، اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والا ہے جس کے نتیجہ میں طبقاتی جنگ اور خون ریزی پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ان حالات میں محروم غریب طبقہ سر پر کفن باندھ لیتا ہے جبکہ مالدار طبقہ بے گور و کفن رہ جاتا ہے۔اسلام کا عادلانہ نظام ہی ہر طبقہ کو اس کا جائز حق دلا کر محرومی سے نکالتا ہے اور معاشرہ کو صحت بخش ماحول عطا کرتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

''حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کعبة اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ ربِ کعبہ کی قسم وہ برباد ہو گئے۔میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ مالدار لوگ ہیں، سوائے اُن مالداروں کے جو آگے پیچھے دائیں بائیں مال کو خوب خرچ کریں مگر ایسے مالدار کم ہیں''۔(مشکوٰة شریف ص۱۶۴ ج۱)

یہ حدیث شریف سرمایہ دار اور حکمران طبقہ کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونی چاہیے۔غربت کے باعث ملک میں بڑھتی ہوئی بے چینی اور بدامنی انتہائی خطرناک صورت اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے، خاص کر حکمرانوں پر اپنی دُکھی رعیت کے دُکھ درد کو دُور کرنا لازم ہے، وہ دنیا میں بھی اس کے جوابدہ ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانانِ عالم پر رحم فرمائے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۵ سائیڈ بی ۸۵-۴-۵

اسلامی دور کی بڑی فتوحات کے باوجود اقتصادی مسائل پیش نہیں آئے

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سندھ کے بعض علاقے فتح ہو چکے تھے

اسلام میں فوج اور سول کے الگ الگ قوانین نہیں ہیں

''جنگ'' اور ''جہاد'' میں فرق ہے

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے صحابی ہیں حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ، یہ شام میں جہاد میں رہے ہیں اور (حضرت عمرؓ کے زمانہ میں) جب وہاں طاعون کی وباء ہوئی تو اُس وقت یہ بھی اس میں شہید ہوگئے اور بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اُنھوں نے جو غزوات جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئے وہ، اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوئے سب لکھے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب شام کے لیے لشکر روانہ کیا تو ہدایات دیتے ہوئے چلے۔ امیرِ لشکر نے کہا آپ سوار ہو جائیں ورنہ ہم اُترتے ہیں۔ انھوں نے کہا نہ میں سوار ہوں گا نہ تم اُترو گے، اسی طرح رہو۔ اُن ہدایات میں

یہ بھی تھا کہ کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے اور جیسی ہدایات معروف ہیں اسلام کی جہاد کے متعلق وہ دیں۔

''جہاد'' اور ''جنگ'' میں فرق :

جہاد میں اور دوسری قوموں کی لڑائیوں میں بڑا فرق ہے یہ جو لڑائیاں ہوتی ہیں جنگیں جنہیں کہا جاتا ہے ان میں تو بالکل پروا نہیں کی جاتی کہ کون مارا جارہا ہے حتی کہ وہ نسل کشی کرتے ہیں جیسے اسپین میں جب عیسائیوں کا غلبہ ہوا اُنھوں نے نسل کُشی کی ہے، مسلمانوں کو بالکل ختم کرڈالا جو چھپے چھپائے رہ گئے رہ گئے۔ یہ تو ہیں لڑائیاں اور جنگیں، باقی ''جہاد'' جہاد میں تو احکام دوسرے ہوتے ہیں۔ اس میں تو یہ ہے کہ صرف لڑنے والے سے لڑا جائے گا، ہتھیار ڈال دے تو نہیں لڑا جائے گا، ذرا سی بات ہو جائے تو اس کو چھوڑنا پڑجائے گا۔ کسی شخص نے کہیں سے دیکھا کسی دشمن کو اور وہ (دشمن) ڈر رہا ہے آتے ہوئے، چاہے مسلح ہے وہ، اور اُس سے کہہ دیا جائے ڈرومت ''مترس'' فارسی میں کہہ دیا جائے جیسے ایران کی طرف ہوا ہے اور وہ (دشمن) پاس آگیا اب اس کے بارے میں یہ مسئلہ ہے اسلامی کہ وہ امن میں ہوگیا اسے نہیں مار سکتے، تو اسلام میں جو احکام ہیں لڑائی کے جہاد کے بالکل مختلف ہیں۔ عورتوں کو نہیں مارا جائے گا، بچوں کو نہیں مارا جائے گا، بوڑھوں کو نہیں مارا جائے گا، راہبوں کو جو تارک الدنیا ہیں اُن سے کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب کے متبعین جو مذہبوں کا دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم اس مذہب پر ہیں انھیں ان آداب کی ان لڑائی کے طریقوں کی کچھ خبر نہیں اور اس کا بہت بُرا اثر یہ پڑتا ہے کہ اتنا بڑا علاقہ جب فتح ہو جائے تو پھر ایسے ایسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اقتصادی کہ جنھیں سنبھالنا مشکل ہوتا ہے حکمران طبقہ کو۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایران اور سندھ کے بعض علاقے فتح ہو چکے تھے :

اب مسلمانوں کا یہ ہوا کہ انھوں نے جہاد شروع کیا تو ایک سپر پاور سلطنتِ رُومہ بالکل ختم ہوگئی، فتح کرتے چلے گئے آگے تک، افریقہ میں داخل ہوئے وہاں پرلے سرے تک پہنچ گئے پھر یورپ میں اُدھر سے بھی داخل ہوئے اسپین میں پہنچ گئے، جبل الطارق جسے انگریزی میں جبرالٹر کہتے ہیں پار کر کے وہاں پہنچ گئے۔ اس طرف (یعنی مشرق کی طرف) تو ادھر بھی یہی ہوا کہ ایران کی دوسری سپر پاور جو اس وقت موجود تھی وہ ختم ہوگئی۔ آگے بڑھے اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک آگئے۔ آذربائیجان وغیرہ تک تو حضرت عمرؓ کے دور میں پہنچ گئے تھے اس طرح کرمان، مکران یہ بھی ۱۸ھ میں فتح ہوگئے تھے حضرت عمرؓ کے دور میں، ایک ہی سال میں یہ فتح ہوگئے تو سندھ تک آگئے تھے اور سندھ کا بعض علاقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہو چکا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے

تو آگے بات بڑھائی ہے، وہ جو اُن لوگوں سے بات چیت کے ذریعہ معاہدے طے ہوئے تھے اس کی خلاف ورزی ہوئی تو پھر حجاج ابن یوسف نے آگے مزید فوج کشی کی، عہد شکنی پر فوج کشی اس نے کی۔

اتنا بڑا علاقہ فتح ہونے کے باوجود اقتصادی مشکلات پیش نہیں آئیں نیز اس کی وجہ :

اب اتنا بڑا علاقہ فتح ہو گیا اور وہ قوم کہ جس کو اپنے رہنے کیلیے گھر میسر نہیں تھے، پہننے کیلیے کپڑے پورے میسر نہیں آتے تھے وہ قوم آگے بڑھی اُس نے تمام علاقہ فتح کر لیا اور کوئی بھوکا نہیں مرا، کوئی اقتصادی مسئلہ پیدا نہیں ہوا، کہیں بغاوت نہیں ہوئی۔ ہر جگہ سکون وراحت انھیں میسر آتی رہی بلکہ جیسا حال اُن کا بادشاہوں کے دور میں تھا اُس سے بہت بہتر حال میں ہو گئے، تو یہ کیسے ہوا؟ یہ ایسے کہ نسل کُشی کی ہی نہیں جو لڑنے والے تھے صرف اُنھیں مارا گیا۔ اب جب لڑنے والوں کو صرف مارا جائے تو دس بھائیوں میں سے ایک بھائی اگر لڑنے والا ہے باقی بھائی تو زندہ ہیں، اگر باپ ہے تو اولاد تو زندہ ہے تو اس طرح سے خاندان میں سے اگر ایک آیا ہے لڑنے والا تو باقی خاندان کے سب افراد تو زندہ ہیں وہی مارا گیا باقی تو زندہ ہیں سنبھال لیا جائے گا اُن کو۔ ایسا مسئلہ نہیں پیدا ہوگا کہ وہ سب کے سب بھیک مانگنے پر آجائیں یا اپنی سطح ہی گر جائے اُن کی، وہ اپنی جائیداد بیچ کر نچلے درجہ میں آئیں یہ بات نہیں پیدا ہوگی۔ اسلام کے احکام ہیں جہاد سے متعلق جن کی ہدایات آقائے نامدار ﷺ نے دی تھیں وہ بالکل الگ اور مستقل ہیں ان کو یکجا کیا گیا وہ "سِیَر" کہلاتی ہیں "سِیَر صغیر" "سِیَر کبیر" "سِیَر مغاذی" .

اسلام میں فوج اور سول کے لیے الگ الگ قوانین نہیں ہیں :

اسلام میں کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ سول کے لیے الگ ہو فوج کے لیے الگ ہو، بس قانون ایک بنا ہوا ہے ہر جگہ وہی ہوگا نافذ، شریعت کا قانون بس۔ تو اگر یہ شرعی قانون یہاں آجائے تو پھر یہ سول کے جو قانون ہیں یہ بھی بدل جائیں گے، سول میں فوجداری ہے دیوانی ہے دونوں بدل جائیں گے، فوج میں کوئی قانون الگ نہیں رہے گا۔ اسلامی جو احکام ہیں وہ چلیں گے اور اسلامی احکام اتنے زیادہ ہیں کہ جو کافی ہیں فوج کے لیے، کیونکہ جو جہاد شروع ہوا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے وہ چلتا ہی رہا ہے دوسو سال تک تقریباً ہارون رشید، مامون رشید اور اُن کے بعد کے لوگوں تک، اب جو قوم دوسو سال تک لڑتی رہی ہو اُن کے سامنے ہر قسم کے مسائل معاملات آجاتے ہیں اور وہ سب لکھے گئے ان سب پر اسلام کی رُو سے جو حکم بنتا ہے وہ لکھا گیا کہ یہ حکم بنتا ہے چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ہیں۔ پہلے زمانے میں دستور تھا کہ جب کسی جگہ غلبہ حاصل کرتے تھے اور وہاں کے سردار کو

مار لیتے تھے تو اُس کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیج دیتے تھے تاکہ بادشاہ کو خوشی ہو، حوصلہ افزائی ہو رعایا کی، سب کی۔ کسی ایسی جگہ لگا دیتے تھے جہاں سب دیکھیں ہمت بڑھانی مقصود ہوتی تھی۔ اسی طرز پر حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک شخص کا سر لایا گیا جو خوب سرکش تھا اور مسلمان فوجیں وہاں غالب آئیں اُس کے سر کو کاٹا گیا اور بھیج دیا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند نہیں کیا، کتنے سر لاؤ گے، تم تو آگے بڑھتے جاؤ گے اس کی کیا ضرورت ہے۔ دشمن کا سر کاٹ کر بھیجنا منع تو نہیں ہے اگر خاص ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا جائے ورنہ یہ پرانا بادشاہی رواج تھا اس کو انہوں نے ترک کر دیا۔ آگے بڑھتے جانا جو تھا، یہ پتا تھا انھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیا تھا کہ اس طرح سے تم فتح کر لو گے ساری دنیا اور یہ کسری اور اُس کے خزانے جو ہیں یہ تمہارے پاس آئیں گے اور لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ان کے خزانے جو آئیں گے یہ تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اس میں صحابہ کرامؓ کے لیے بھی دو بشارتیں ہیں ایک یہ کہ کامیاب ہوگے خزانے حاصل کریں گے دوسری یہ کہ خرچ بھی وہ صحیح کریں گے فی سبیل اللہ خرچ کریں گے۔

جہاد میں گردوغبار کی فضیلت :

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ پہلا لشکر جب روانہ کیا ہے شام کی طرف تو چلے کچھ دُور، اور پھر فضیلت کیا ہے پیدل چلنے میں۔ پیدل چلنے میں فضیلت یہ ہے کہ گرد اُڑتا ہے وہ لگتا ہے بدن کو پاؤں کو، پاؤں گرد آلود ہو جائیں گے تو اُس گرد کی بھی فضیلت ہے وہ بھی مغفرت کا ذریعہ ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ گرد لگنا خدا کو پسند ہے اس لیے وہ پیدل چلتے رہے انہیں نہیں اُترنے دیا۔ ہدایات میں یہ بھی تھیں کہ درخت نہ کاٹیں وہ شاید اس لیے کہ اُن کو پتا تھا کہ یہ علاقہ فتح ہوگا تو یہ درخت جو پھل دار ہیں یہ ہمارے کام آئیں گے۔ وہاں کے باشندے جو رعایا بن جائیں گے اُن کے کام آئیں گے۔ اور پھل دار درخت جو ہے وہ لگاتے ہیں تو پھل نہیں دینے لگتا کچھ عرصہ لگتا ہے اس کو۔ مختلف مدتیں مقرر ہیں اتنے عرصہ بعد پھل آئے گا تو انھوں نے منع کر دیا اور اس کی وجہ یہی بتاتے ہیں کہ انھیں پتا تھا کہ یہ علاقہ فتح ہوگا اور اس طرح ہماری حکومت ہوگی لہٰذا اسے کاٹنے کی ضرورت کوئی نہیں لیکن اگر ضرورت پڑ جائے فرض کیجیے انھوں نے (یعنی دشمن نے) اُنہی درختوں کو آڑ بنا رکھا ہے اس کے پیچھے لڑ رہے ہیں اور فتح ہونے میں دشواری ہو رہی ہے نقصان زیادہ ہو رہا ہے ایسی صورت میں پھر درختوں کو کاٹا جا سکتا ہے یعنی جواز اس کا ہے، ضرورت کے لیے کاٹا جا سکتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر اصل میں بات چلی تھی تو میں یہ سُنا رہا تھا

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب یہ روانہ ہوئے تو انھوں نے ان کو نصیحتیں کیں۔

بظاہر بدعاء حقیقت میں دُعاء :

اور پھر آخر میں ایک دُعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اضْرِبْھُمْ بِالطَّاعُوْنِ یہ دُعا ہی سمجھ میں نہیں آتی یعنی اللہ تعالیٰ ان کو طاعون میں مار، طاعون کی مار دے ان کو۔ بس یہ جملہ انھوں نے فرمایا منقول ہے اسی طرح سے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں سن رکھا ہوگا جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ جو لشکر ایسا ہوگا اس طرح سے کام کرے گا اُس لشکر میں طاعون ہوگا تو وہ بظاہر تو بددُعا لگتی ہے لیکن حقیقتاً یہ دُعا ہے کہ اِن کو (اے اللہ) تو وہ لشکر بنادے کہ جو فتح یاب ہوگا کامیاب ہوگا دوسرے علاقے کو فتح کرلے گا پھر اس میں طاعون کی ابتلاء آئے گی اور اس میں شہید ہوں گے، تو انھوں نے یہ دُعا دی اور طاعون اُن کے زمانے میں تو ہوا نہیں وہ جا کر ہوا ہے حضرت عمرؓ کے دور میں بہت بعد میں، جب یہ فتح کر چکے تھے سارا علاقہ۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ لَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ جب ان کی وفات ہوئی یہ ذکر نہیں ہے کہ وفات کیسے ہوئی جبکہ وفات طاعون سے ہوئی تھی تو انھوں نے کہا اپنے شاگردوں سے کہ اِلْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعِھِمْ چار آدمیوں سے علم حاصل کرو عِنْدَ عُوَیْمِرٍ اَبِی الدَّرْدَآءِ ابودرداءؓ سے، اور ابودرداء رضی اللہ عنہ شام میں تھے اور جب یہ فتح ہوگیا ہے شام کا علاقہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں بھیج دیا اور کہا کہ تم وہاں رہو مسائل فتوے فیصلے یہ سکھاؤ لوگوں کو دین کے احکام بتلاؤ۔

حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ کا حکم :

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا اختلاف ہوگیا یہ چلے آئے واپس مدینہ منورہ۔ وہاں حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیوں آئے؟ کہا اس بات میں اختلاف ہوا تو میں آگیا۔ انھوں نے کہا نہیں جہاں نیا نیا اسلام پھیلا وہاں تمہارا رہنا تم جیسے آدمی کا رہنا ضروری ہے وہیں جاؤ اور میں لکھے دیتا ہوں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہ وہ تمہارے کسی کام میں دخل نہ دیں۔ تو انھیں لکھ دیا لَااِمْرَۃَ لَکَ عَلَیْہِ یہ تمہارے تحت ہی نہیں ہیں تمہارا حکم ان پر چلے گا ہی نہیں، اُن کو یہ لکھا تو یہ وہاں رہے تو حضرت معاذؓ ایک اِن کا نام لیتے ہیں دوسرے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اور حضرت سلمان فارسی اور ابودرداء رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے مواخات جب کی تھی تو بھائی بنا دیا تھا اور یہ بہت بڑے صحابی تھے بہت سمجھدار، میدانِ جنگ کے بھی اور نقشوں کا بھی تجربہ تھا واقفیت تھی، خندق کی تجویز انہی کی پیش کردہ تھی۔

میلے کپڑے اور اِس کا تدارک :

یہ گئے ایک دفعہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہاں تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا کہ کپڑے میلے ہیں پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ پہنوں کس کے لیے اُن کو تو ضرورت ہی نہیں ہے بالکل عورتوں کی ، تو وہاں رات گزاری ۔ رات گزاری تو پھر دیکھا کہ وہ شروع رات سے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں ساری رات پڑھتے ہیں ۔ انھوں نے انھیں بتایا کہ ایسے نہیں لیٹ جاؤ وہ اُٹھے پھر لٹا دیا، غرض اس طرح سے کیا گویا سُلایا بھی ان کو اور پھر اُٹھایا بھی پھر نماز بھی پڑھوائی تہجد بھی پڑھوائی ، گویا اسلام نے یہ نہیں بتایا کہ بس صرف عبادت میں لگ جاؤ تارک الدنیا بن جاؤ، نہیں، تمام حقوق ادا کرنے ہیں حتی کہ اپنے نفس کا حق بھی ادا کرنا ہے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا علمی مقام بہت بلند تھا تجربات ان کے بہت زیادہ تھے، ڈھائی سو سال تقریباً ان کی عمر تھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے شاگردوں سے ان کا نام بھی لیا تھا اور باقی دو حضرات کا اور بھی نام لیا تھا۔

یہ جان بھی تمہاری اپنی نہیں ہے :

گویا اللہ نے یہ بتلا دیا کہ یہ جان جو تمہاری ہے یہ بھی تمہاری نہیں ہے، اس کو بھی تمہیں اسی طرح رکھنا پڑے گا جس طرح ہم نے بتایا ہے ۔ ہم نے ایسے بتایا ہے کہ اس جان کا حق بھی ذہن میں رکھو تو وہ جان کا حق ملحوظ رکھتے تھے کہ تم لیٹو بھی سو بھی ۔

ہمیشہ روزہ سے رہنا منع فرمادیا :

ہمیشہ روزے سے رہنا منع فرما دیا ۔ ایک صحابی ہیں حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے وہ روزے سے رہتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے قرآن، جتنا اُترا تھا وہ یاد تھا، جو یاد تھا سارا پڑھ لیتے تھے ۔ شادی ہوگئی تو بیوی سے لاتعلق رہے، اطلاع پہنچی ۔ آپ نے بلایا پھر اُنھیں بتلایا کہ ایسے نہیں اتنا ہے کہ قرآن تین دن میں ختم کیا کرو، آخری چیز جو ہے وہ یہ ہے، پہلے فرمایا چالیس دن ، مہینہ اور کم اور کم ہوتے ہوتے او کما قال علیہ السلام بات ٹھہری تین دن پر ۔ اور پھر روزہ کے بارے میں آپ نے فرمایا ایسے رکھو ایک مہینے میں تین دن رکھ لیا کرو روزہ یہ ایام بیض کے جو روزے ہوتے ہیں تیرہ چودہ پندرہ ، اور ہر نیکی کا بدلہ اللہ کے یہاں دس گنا ہے تو تین دن کے روزے رکھو گے تو تیس دن کے برابر ہو جائیں گے آسان سی چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادی ۔ (باقی صفحہ ۴۴)

محرم الحرام کے فضائل واحکام

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب ﴾

لُغت کے اعتبار سے محرم کے معنی معظم، محترم اور معزز کے ہیں اور کیونکہ یہ مہینہ اعزاز، احترام اور عظمت و فضیلت والا مہینہ ہے اس لیے اس مہینہ کا نام محرم ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَشَهْرًا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سُورہ توبہ آیت ۳۶)

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کیے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے ہیں ادب کے، یہی ہے سیدھا دین، سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اُوپر۔''

عن ابن ابی بکرةؓ عن النبی ﷺ قال ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق اللّٰه السمٰوٰتِ والارض السّنة اثنا عشر شهرًا منها اربعة حرم ثلٰث متوالیات ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب مضرالذی بین جمادٰی وشعبان (صحیح بخاری فی التفسیر وبدء الخلق واللفظ لهٗ ، مسلم ومسند احمد)

''ابن ابی بکرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں) ارشاد فرمایا کہ (اس وقت) زمانہ کی وہی رفتار ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا (یعنی اب اس کے دنوں اور مہینوں میں کمی زیادتی نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں مشرک کیا کرتے تھے۔ اب وہ ٹھیک ہو کر اس طرز پر آ گئی ہے جس پر ابتداء اور اصل میں تھی لہٰذا) ایک سال بارہ مہینہ کا ہوتا ہے۔ ان میں چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں جن میں تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ

ہے جو کہ جمادی الاخرٰی اور ماہِ شعبان کے درمیان آتا ہے''۔

تشریح : اس آیتِ مبارکہ اور حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مہینوں کی جو ترتیب اور اِن مہینوں کے جو نام (یعنی محرم، رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ) اسلام میں معروف ومشہور اور رائج ہیں وہ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ رب العالمین نے جس دن آسمان وزمین پیدا کیے تھے اُسی دن یہ ترتیب اور یہ نام اور ان کے ساتھ خاص مہینوں کے خاص احکام بھی متعین فرمادیئے تھے۔ ان احکام کو ان مہینوں کے مطابق رکھنا ہی دین مستقیم ہے اور اِن میں اپنی طرف سے کمی زیادتی اور ترمیم وتبدیلی کرنا فہم اور طبیعت کے ٹیڑھا ہونے کی علامت ونشانی ہے اور ان مہینوں میں ان متعینہ احکام واحترام کی خلاف ورزی کرنا، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو چھوڑ دینا، کوئی گناہ کرنا اور عبادت گزاری میں کوتاہی کرنا اپنے اُوپر ظلم ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں سال کے بارہ مہینے مانے جاتے تھے اور اُن میں سے چار یعنی ذیقعدہ، ذالحجہ، محرم اور رجب کے مہینے بڑے مبارک اور فضیلت و عظمت، ادب وشرافت، اعزاز واکرام اور احترام والے مہینے سمجھے جاتے تھے۔ تمام نبیوں کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوجاتا ہے اور ان مہینوں میں کوئی گناہ کرے تو اُس کا عذاب اور وبال بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ سے پہلی شریعتوں میں ان مہینوں کے اندر جہاد وقتال بھی منع تھا ان چار مہینوں کو عربی زبان میں ''اَشْہُرِ حَرَامْ'' یعنی عظمت واحترام والے مہینے کہا جاتا ہے۔ ان چار مہینوں کو عظمت اور احترام والے مہینے دو وجہ سے کہا گیا ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ ان مہینوں میں جہاد وقتال حرام تھا دوسرے اس وجہ سے کہ یہ مہینے عظمت وفضیلت اور ادب وشرافت والے ہیں، ان کا احترام ضروری ہے اور ان مہینوں میں عبادت کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ان دونوں حکموں میں سے پہلا حکم یعنی جہاد وقتال کا منع ہونا تو ہماری اسلامی شریعت میں منسوخ اور ختم ہوگیا اور اب ان مہینوں میں جہاد وقتال جائز ہے [۱] اور دوسرا حکم یعنی ادب اور احترام اور عبادت کا اہتمام اب بھی اسلام میں باقی ہے۔ مفسرِ عظیم امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ اپنی تفسیر ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ ان متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں

[۱] اگرچہ اب بھی افضل یہی ہے کہ ان مہینوں میں بطورِ خود بلاضرورت پیش قدمی نہ کی جائے (شامی) اور جہاد وقتال کی ممانعت کے منسوخ اور ختم ہونے سے ان مہینوں کی عظمت اور فضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ ان مہینوں کا احترام جہاد وقتال کی ممانعت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس کی ممانعت خود ان مہینوں کے احترام کی وجہ سے تھی یعنی ان مہینوں کے احترام کا ایک اثر اس ممانعت کی شکل میں تھا جو کہ اب باقی نہیں رہا لہٰذا اصل ان مہینوں کا عظمت واحترام والا ہونا اپنی حیثیت پر اب بھی برقرار ہے۔ (م۔ر)

میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کرکے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور بُرے کاموں سے بچالے تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے اس لیے ان مہینوں سے فائدہ نہ اُٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔(معارف القرآن، انوار البیان بتغیر)

ماہِ محرم الحرام کے روزوں کی فضیلت :

قال رسول اللّٰہ ﷺ افضل الصیام بعد رمضان شھراللّٰہ المحرم (صحیح مسلم فی الصوم واللفظ لہٗ ، ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ ، مسند احمد، دارمی)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینہ ''محرم'' کے روزے ہیں''۔

فائدہ : اس مہینے کی عظمت وفضیلت بتلانے اور ظاہر کرنے کے لیے اس کو اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ورنہ تمام مہینے اور دن اللہ ہی کی مخلوق ہیں اور اسی کے حکم سے چلتے ہیں اور بعض دوسرے روزوں (مثلاً ذی الحجہ، شوال وغیرہ) کی فضیلتیں بھی اپنی جگہ ہیں لیکن محرم کے روزوں کو جو خاص قسم اور نوعیت کی فضیلت حاصل ہے اُس قسم کی فضیلت رمضان کے بعد محرم کے علاوہ دوسرے روزوں کو حاصل نہیں (نووی شرح مسلم ج ا ص ۳۶۸)اور اس حدیث میں محرم کے روزے سے صرف دسویں تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ مراد نہیں بلکہ محرم کے مہینے کے عام روزے مراد ہیں (مرقاۃ ج ۴ ص ۲۸۶) لہٰذا اِس مہینے میں کسی بھی دن روزہ رکھ لیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، یہی زیادہ صحیح اور راجح ہے اور دس محرم کے روزے کی فضیلت اس کے علاوہ مستقل اور علیحدہ ہے لیکن عاشوراء (یعنی دس محرم کا روزہ) بھی محرم ہی کے مہینہ میں داخل ہے لہٰذا اِس سے یہ فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ صم شھرالصبر ویومامن کل شھر قال زدنی فان بی قوۃ قال صم یومین قال زدنی قال صم ثلاثۃ ایام قال زدنی قال صم من الحرم واترک صم من الحرم واترک صم من الحرم واترک وقال باصابعہ الثلا ثۃ فضمھا ثم ارسلھا (ابوداؤد فی صوم ا شھر الحرم واللفظ لہٗ ، ابن ماجہ فی صیام اشھر الحرم ومسند احمد)

''حضور اکرم ﷺ نے (ایک صحابی کو خطاب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے لہٰذا میرے لیے اور اضافہ کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کیجئے پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لیے اور اضافہ فرما دیجیے (کیونکہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کیجئے پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لیے اور اضافہ فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اشہر حرم (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کے مہینوں) میں روزہ رکھو اور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی) اور آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان کو ساتھ ملا دیا پھر چھوڑ دیا (مطلب یہ تھا کہ ان مہینوں میں تین دن روزہ رکھو پھر تین دن ناغہ کرو اور اسی طرح کرتے رہو''۔

فائدہ : حدیث شریف میں ان چار مہینوں کے اندر روزہ رکھنے کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے ضروری نہیں کہ ہر شخص اس طریقہ پر عمل کرے بلکہ جس طرح اور جتنے روزے کوئی رکھ سکتا ہو اجازت ہے۔ حضور ﷺ نے ان صحابی کے لیے یہی طریقہ مناسب سمجھا تھا اس لیے اُن کی شان اور حالت کے مطابق یہ طریقہ تجویز فرمایا۔

عن علیؓ قال سألهٗ رجل فقال ای شهر تأمرنی ان اصوم بعد شهر رمضان فقال لهٗ ماسمعت احدًا یسأل عن هٰذا الا رجلاً سمعته یسأل رسول اللّٰه وانا قاعدٌ عندهٗ فقال یا رسول اللّٰه أی شهر تأمرنی ان أصوم بعد شهر رمضان قال ان کنت صائماً بعد شهر رمضان فصم المحرم فانهٗ شهر اللّٰه فیه یوم تاب اللّٰه فیه علی قومٍ ویتوب فیه علٰی قوم اٰخرین . قال ابو عیسٰی هٰذا حدیث حسن غریب (ترمذی باب صوم المحرم ومسند احمد ج۱ ص ۱۵۴، ۱۵۵)

''حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا، ماہِ رمضان کے بعد آپ کس مہینے میں مجھے روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ جواب دیا اس مسئلہ کو ایک شخص نے رسول اکرم

ﷺ سے اس وقت دریافت کیا تھا جبکہ میں آپ کے پاس تھا۔ اس آدمی نے پوچھا تھا۔ یارسول اللہ! ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد مجھے کس مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم ہے؟ ارشاد عالی ہوا تھا ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد اگر تم روزے رکھنا چاہتے ہو تو ماہِ محرم کے روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ ہے جس کے ایک دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) کی توبہ قبول کی اور اسی دن ایک دوسری قوم کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔''

فائدہ : کیونکہ محرم کا مہینہ عظمت واحترام والے مہینوں میں سے ہے جن میں عبادت کی خاص فضیلت ہے اور روزہ بھی اہم عبادت ہے لہٰذا دوسری عبادات کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت کو بھی ان مہینوں کے احترام کی وجہ سے خاص اہمیت وفضیلت عطا کی گئی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محرم الحرام کا مہینہ عظمت وفضیلت والے مہینوں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات وانوار اس مہینہ میں نازل ہونے کی وجہ سے اس مہینہ کو خاص طور پر اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت بہت لگن اور توجہ کے ساتھ کرنی چاہیے اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اس مبارک مہینے کے تقاضے پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی سال کی ابتداء سال کے باقی آنے والے مہینوں کے لیے نیک فال ثابت ہو۔ ان فضائل کا تقضا تو یہ تھا کہ اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادت واطاعت میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کیا جاتا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جب نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو بہت سے لوگوں کی طرف سے اس کی ابتداء اللہ جل شانہٗ کے حکموں کو پورا کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر چلنے کے بجائے اللہ کے حکموں کو توڑنے اور رسول ﷺ کے طریقوں کی خلاف ورزی سے کی جاتی ہے۔ ہر طرف شرک وبدعات اور من گھڑت کاموں کا دَور شروع ہو جاتا ہے خاص طور پر محرم کی دسویں تاریخ میں خود تراشیدہ رسومات وبدعات کر کے ثواب حاصل کرنے کے بجائے بہت سے لوگ الٹا گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس مہنے میں گناہ کر کے سخت عذاب ووبال کے مستحق ہوتے ہیں جو کہ اپنے اوپر بہت بڑا ظلم ہے۔

دس محرم کا دن :

گزشتہ تفصیل سے محرم الحرام کے مہینے کی فضیلت وعظمت اور اس مہینے میں عبادت اور روزے کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو چکی ہے پھر اس مہینے میں جو فضیلت عاشوراء یعنی دس محرم کے دن کو حاصل ہے وہ اس مہینے کے

دوسرے عام دنوں سے بھی زیادہ ہے اور دس محرم کے روزے کی جو فضیلت ہے وہ اس مہینے کے عام دنوں کے روزوں سے بھی زیادہ ہے ایک تو خود دس محرم کے دن کی وجہ سے دوسرے محرم کے مہینے کا دن ہونے کی وجہ سے۔ جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک عاشوراء سے دس محرم کا دن مراد ہے اور لغت کے اعتبار سے بھی عاشوراء کا لفظ دس محرم پر ہی صادق آتا ہے۔ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ یہود و نصاریٰ اور قریش مکہ اس دن کی فضیلت کے قائل تھے اور اس دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ بھی اس دن میں روزہ رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کی ترغیب دیتے تھے زمانہ جاہلیت میں کعبہ کو غلاف بھی اس دن پہنایا جاتا تھا۔ اور رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس دن کا روزہ فرض تھا جو کہ بعد میں منسوخ ہوگیا مگر اب بھی اس دن کے روزے کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

بعض حدیث کی شروعات اور سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دس محرم کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے پر آئی تھی۔ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن اُن کی اُمت کا قصور معاف ہوا، اور اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو مرض سے صحت عطا ہوئی اور اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اسی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی واقعات اس دن کے متعلق لکھے ہیں اس قسم کے واقعات اور روایات میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر ان سے بھی مجموعی طور پر کسی نہ کسی درجہ میں اس دن کی فضیلت وعظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (ماخوذ از خصائل نبوی بتغیر ص ۲۶۰، کذا فی عمدۃ القاری ج ۱۱ص ۱۱۷، اوجز المسالک ج ۳ص ۴۸)۔

اس کے علاوہ بعض دوسری چیزیں اور ان کے متعلق مختلف فضائل بھی محرم اور خاص کر دس محرم کے دن کے بارے میں عوام میں مشہور ہیں مثلاً اس دن خوشبو یا خضاب لگانا، غسل کرنا، لباس تبدیل کرنا، زیب وزینت کرنا، صلوۃ العاشوراء کے نام سے باجماعت نماز ادا کرنا، رشتہ داروں وعزیزوں سے ملنا، قبروں کی زیارت کرنا، قبروں کو پختہ کرنا، قبروں پر سبز چھڑیاں اور شاخیں رکھنا، ان پر مٹی ڈالنا اور لپائی وغیرہ کرنا، مصافحہ ومعانقہ کرنا، اس

دن کھچڑ، حلیم، کھیر، حلوا یا کسی اور قسم کا کھانا وغیرہ پکا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا اپنے رشتے داروں کی رُوحوں کو ثواب بخشنا، ان کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رُوح کو اس دن حاضر سمجھنا، روٹیاں پکا کر تقسیم کرنا اور چھت کے اُوپر سے پھینکنا، شادی کے بعد پہلی محرم میں بیوی کو ماں باپ کے گھر بھیج دینا، مختلف قسم کے سوگ کرنا، عورتوں کا بالوں کو کھول دینا، زیب و زینت کی تمام چیزوں کو ترک کر دینا، چوڑیاں توڑ ڈالنا، ماتم و نوحہ کرنا، سیاہ لباس پہننا، ننگے پاؤں پھرنا، چارپائی پر نہ سونا، سر پر سبز رنگ کی ٹوپی رکھنا، بچوں کے گلے میں سبز رنگ کی تھیلیاں لٹکا دینا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فقیر ہیں۔ سبیل لگانا، نوحہ و ماتم کرنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیوں پنجوں کو نکالنا اور اُن پر عرضیاں لگانا، وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی تمام باتیں اور ان کے بارے میں مختلف فضائل موضوع اور گھڑے ہوئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور ان چیزوں کا اس دن سے کوئی تعلق نہیں اور بعض ان میں سے شرک کے قریب تر ہیں، لہٰذا اس قسم کی تمام باتوں سے بچنا ضروری ہے (والتفصیل فی ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ)۔

دس محرم کے روزہ کی فضیلت :

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال مارأیت النبی ﷺ یتحری صیام یوم فضلہ علٰی غیرہ الا ھٰذا الیوم عاشوراء وھٰذا الشھر یعنی شھر رمضان (صحیح بخاری وصحیح مسلم ، مشکٰوۃ).

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ کسی خاص دن روزہ کا اہتمام فرماتے ہوں اور اس کو کسی دوسرے دن پر فضیلت دیتے ہوں مگر سوائے اس دس محرم کے دن کے اور اس مہینہ یعنی رمضان المبارک کے مہینہ کے۔''

فائدہ : حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھا کہ آپ جس قدر نفلی روزوں میں عاشورے کے دن کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے اتنا رمضان کے بعد کسی دوسرے نفلی روزے کا نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث سے دس محرم کے روزہ کی فضیلت بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ . (صحیح مسلم ، ابوداؤد و مسند احمد)

'' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ دس محرم کا روزہ رکھنا گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے''۔ ۱؎

وضاحت : علماءِ کرام کی تحقیق کے مطابق اس روزہ سے صغیرہ گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور صغیرہ گناہوں کی بخشش بھی بہت بڑی نعمت ہے اور کبیرہ گناہوں کے لیے توبہ ضروری ہے اور سچی توبہ کے لیے تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱) پہلی یہ کہ گزرے ہوئے گناہوں پر افسوس اور شرمندگی کا ہونا اور ساتھ ہی جن چیزوں کی قضاء ضروری ہے خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں (جیسے قضاء نمازیں، روزے، زکوٰۃ، حج، قربانی، صدقۂ فطر، قسم کا کفارہ، جائز منت وغیرہ) ان کو حسبِ قدرت ادا کرنا اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض ودین، میراث، کسی بھی قسم کا جانی مالی نقصان اور ایذاء رسانی وغیرہ) ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا۔

(۲) دوسری یہ کہ اس وقت فوراً ان گناہوں کو چھوڑ دینا اور ان سے الگ ہوجانا۔

(۳) تیسری یہ کہ آئندہ کے لیے ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلینا۔ (کذا فی معارف القرآن ج ۲ سورۂ نساء آیت ۳۱)

دس محرم اور اس کے روزہ کی شرعی وتاریخی حیثیت واہمیت :

عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا قالت کانوا یصومون عاشوراء قبل ان یفرض رمضان و کان یوما تسترفیه الکعبة فلما فرض اللّٰہ رمضان قال رسول اللّٰہ

۱؎ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب محرم کے روزوں کو رمضان کے بعد تمام مہینوں کے روزوں پر فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ کا محرم کے بجائے شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنے کا معمول کیوں تھا؟ جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے پتہ چلتا ہے جو ترمذی وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اس کا جواب علامہ نووی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ شاید آپ کو محرم میں بعض عوارض مثلاً سفر، بیماری وغیرہ کی وجہ سے زیادہ روزے رکھنے کا موقع نہ ملا ہو یا آپ کو محرم کے روزوں کی اس درجہ فضیلت کا علم آخری حیات میں دیا گیا ہو (اور اس میں اللہ تعالیٰ کی کوکوئی حکمت ہو) (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۶۵)۔ اور شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنے کی کئی وجہ ہوسکتی ہیں مثلاً رمضان کا احترام اور تعظیم اور اس کی تیاری اور رمضان کا قرب اور اس کے خاص انوار وبرکات سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ اور اس کا استقبال اور شعبان کے ان روزوں کی وہی نسبت اور برکت ہوگی جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے اور اس مہینہ میں شبِ برأت اور اس کے فضائل کا پایا جانا وغیرہ بھی اس مہینہ میں زیادہ روزے رکھنے کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور ان میں سے بعض باتوں کا احادیث میں بھی ثبوت ملتا ہے۔

ﷺ من شآء ان یصومہٗ فلیصمہ ومن شآء ان یترکہ فلیترکہ (بخاری فی الحج واللفظ لہ ، صحیح مسلم فی الصیام ، ترمذی فی الصوم ، ابوداؤد فی الصوم ، موطاء امام مالک فی الصیام ، دارمی فی الصوم و مسنداحمد)

''اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے لوگ دس محرم کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور دس محرم کے دن کعبہ کو غلاف بھی پہنایا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمادیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دس محرم کا روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو چھوڑنا چاہے وہ چھوڑ دے''۔

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت کان یوم عاشورآء تصومہٗ قریش فی الجاھلیة وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصومہٗ فلما قدم المدینة صامہٗ وأمر بصیامہٖ فلما فرض رمضان ترك یوم عاشورآء فمن شآء صامہٗ ومن شآء ترکہ.(صحیح بخاری فی الصیام واللفظ لہٗ صحیح مسلم فی الصوم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش مکہ زمانۂ جاہلیت میں دس محرم کے دن روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب آپ ہجرت فرماکر مدینہ تشریف لائے تو وہاں خود اس کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو دس محرم کے دن روزہ رکھنا چھوڑ دیا جس کی خواہش ہوتی اس دن روزہ رکھتا اور جو چاہتا اس دن روزہ نہ رکھتا''۔

فائدہ : دس محرم کا روزہ رکھنا ابتداءِ اسلام میں رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا بعد میں اس کے فرض ہونے کی حیثیت منسوخ اور ختم ہوگئی جس کی تائید مندرجہ بالا احادیث سے ہوتی ہے اور بعض دوسری احادیث سے بھی یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے مگر اس روزے کے اہم فضائل اور اس کا سنت و مستحب ہونا اب بھی

باقی ہے۔[۱]

عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قدم المدینة فوجد الیهود صیاما یوم عاشوراء فقال لهم رسول اللّٰه ﷺ ماهٰذا الیوم الّذی تصومونهٗ فقالوا هٰذا یوم عظیم انجی اللّٰه فیه موسٰی وقومهٗ وغرق فرعون وقومهٗ فصامهٗ موسٰی شکرًا فنحن نصومهٗ فقال رسول اللّٰه ﷺ فنحن أحق واولٰی بموسٰی منکم فصامهٗ رسول اللّٰه ﷺ وأمربصیامهٖ .(بخاری فی الصوم ، مسلم فی الصیام واللفظ له ، ابوداؤد فی الصوم ، ابن ماجه فی الصیام ،دارمی فی الصوم شرح معانی الاٰثار ومسند احمد)

''حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دس محرم کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔آپ نے ان سے پوچھا کہ اس دن کی کیا خصوصیت ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بڑا عظیم (اور نیک) دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ اور انکی قوم کو نجات دی (اور فرعون پر غلبہ عطا فرمایا) اور فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا، چونکہ موسیٰؑ نے بطورِ شکر (اور بطورِ تعظیم) اس دن روزہ رکھا تھا اسلیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے مقابلے میں ہم موسیٰؑ سے زیادہ قریب ہیں اور (بطورِ شکر روزہ رکھنے کے) زیادہ حقدار ہیں چنانچہ آپ نے دس محرم کے دن خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی''۔

عن ابی موسٰیؓ قال کان یوم عاشورآء یوماً تعظمه الیهود وتتخذهٗ عیداً فقال رسول اللّٰه ﷺ صوموه انتم (بخاری فی الصوم والمناقب ، مسلم فی الصیام واللفظ لهٗ مسند احمد و شرح معانی الاٰثار)

---

[۱] موطاء امام مالک اور ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں "فلما فرض رمضان کان هو الفریضة" اور سننِ ترمذی میں یہ الفاظ ہیں "فلماافترض رمضان کان رمضان هو الفریضة " ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہوجانے کے بعد دس محرم کے روزے کی فرضیت ختم ہوگئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۸۴، عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۱۱۹، فتح الباری شرح بخاری للحافظ ابن حجرؒ ج ۴ ص ۲۱۴ باب صیام یوم عاشوراء۔

''حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ یہودی دس محرم کے دن کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اوراس دن عید منایا کرتے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس دن روزہ رکھو''۔

تنہا دس محرم کا روزہ :

عن ابن عباسؓ قال حین صام رسول اللّٰہ ﷺ یوم عاشوراء وأمر بصیامہٖ قالوا یارسول اللّٰہ ! انہٗ یوم تعظمہٗ الیھود والنصارٰی فقال رسول اللّٰہ فاذا کان العام المقبل ان شآء اللّٰہ صمنا الیوم التاسع قال فلم یأت العام المقبل حتی توفی رسول اللّٰہ ﷺ . (مسلم وابوداؤد فی الصوم). [۱]

''حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ ایسا دن ہے کہ یہود ونصارٰی اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں (اور روزہ رکھ کر ہم اس دن کی تعظیم کرنے میں یہود ونصارٰی کی موافقت کرنے لگتے ہیں جبکہ ہمارے اور انکے دین میں بڑا فرق ہے)۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ سال انشاء اللہ ہم نویں تاریخ کو (بھی) روزہ رکھیں گے۔حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال محرم سے پہلے ہی (ربیع الاول) آپ کا وصال ہوگیا''۔

فائدہ : نبی کریم ﷺ ابتداء اسلام میں ان باتوں میں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا اہلِ کتاب (یہود ونصارٰی) کی موافقت کو پسند فرماتے تھے جس میں بہت سی حکمتیں تھیں لیکن بعد میں یہ بات منسوخ اور ختم ہوگئی اور اہلِ کتاب کی مخالفت کا قولاً اور فعلاً اہتمام کیا جانے لگا تھا جو بہت سی وجہ سے ضروری تھا۔(خصائل نبوی بتغیر)

عن ابن عباسؓ قال صوموا التاسع والعاشروخالفوا الیھود (ترمذی ج۱ ص ۹۴ بیھقی، تلخیص الحبیرواسنادہ قوی معارف السنن ج۵ ص ۴۳۴)

---

[۱] بعض حضرات کو اس حدیث سے مغالطہ لگا ہے کہ عاشوراء کا روزہ صرف نویں تاریخ کو رکھنا چاہیے حالانکہ اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صرف دسویں تاریخ کا تنہا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ ملا لیا جائے یا پھر دسویں کے ساتھ گیارہویں تاریخ کا روزہ ملا لیا جائے ان دونوں باتوں کی تائید اور وضاحت خود حضرت ابن عباسؓ کی دوسری روایات سے ہوتی ہے جو کہ آگے آرہی ہیں۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو''۔

عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ فی صوم عاشورآء صوموہ وصوموا قبلہ یوما اوبعدہ یوما ولا تشبھوا بالیھود (شرح معانی الاٰثار ، المعروف بطحاوی شریف باب صوم یوم عاشورآء)

''حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے عاشوراء کے روزہ سے متعلق فرمایا کہ تم دس محرم کا روزہ رکھو اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت مت اختیار کرو''۔

عن ابن عباسؓ قال رسول اللہ ﷺ صوموا یوم عاشورآء وخالفوا فیہ الیھود وصوموا قبلہ یوما اوبعدہٗ یوما (مسند احمد فی بنی ھاشم ، سنن کبرٰی بیھقی ، جمع الفوائد ، کنزالعمال ج۸ص۵۷۰)

''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھو تم دس محرم کا اور مخالفت کرو اس میں یہود کی اور (وہ اس طرح کہ) روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے کا بھی یا ایک دن بعد کا بھی''۔

فائدہ : آپ نے یہود کی مخالفت کا ارادہ فرمالیا تھا لیکن اس کے بعد آپ ﷺ اگلے سال محرم کے آنے سے پہلے ہی ربیع الاول میں واصل بحق ہوگئے اور آپ کا یہ ارادہ فرمانا بھی عمل کے درجہ میں تھا (مرقاۃ ج۴ ص۲۸۸)۔ آپ کے ان ارشادات کے پیشِ نظر دس محرم کا روزہ رکھنا یہودیوں کی مشابہت سے خالی نہ تھا اور اس کو چھوڑ دینا بھی اس کے فضائل اور برکات سے محرومی کا باعث ہوتا لہٰذا فقہاء کرام ان ارشادات کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی (یعنی خلافِ اُولیٰ) ہے اور بہتر و مستحب یہ ہے کہ دس محرم کے ساتھ ایک دن پہلے یعنی نویں تاریخ کا ایک روزہ اور ملا لیا جائے اور اگر ایک دن پہلے کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو ایک دن بعد کا ایک روزہ اس کے ساتھ اور ملا لیا جائے تاکہ یہودیوں کی مخالفت بھی ہوجائے اور اس دن کے روزہ کی فضیلت بھی حاصل ہوجائے۔ (فتح القدیر، مراقی الفلاح وغیرہ)

دس محرم کو اہلِ وعیال پر وسعت کرنا :

عن ابی هریرةؓ ان رسول اللّٰه ﷺ قال من أوسع علٰی عیالهٖ واهلهٖ یوم عاشورآء اوسع اللّٰه علیه سآئر سنتهٖ. (رواه البیهقی وغیره من طرق، وعن جماعة من الصحابة، وقال البیهقی هذه الاسانید وان کانت ضعیفة فهی اذاضم بعضها الی بعض اخذت قوة)الترغیب والترهیب ج۲ ص۱۷ مطبوعه بیروت).

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے اہل وعیال پر دس محرم کے دن (نان ونفقہ میں) کشادگی وفراخی کی اللہ تعالیٰ تمام سال اس پر کشادگی وفراخی فرمائیں گے''۔

فائدہ : محدثِ عظیم حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عمل کا بارہا تجربہ کیا ہے اور ہم نے اپنے تجربہ میں اس کو صحیح پایا (قال سفیان اناقد جربناه فوجدناه کذالك مشکوٰة ج۲ ص ۲۴). لہٰذا اگر کوئی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے صرف برکت حاصل کرنے کے لیے اس دن اپنے گھر میں اپنی حیثیت کے مطابق اچھا اور عمدہ کھانا تیار کرلے تو جائز ہے (بشرطیکہ اس میں اور کوئی غلط اور فاسد عقیدہ یا عمل شامل نہ ہو مثلاً غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے یا حضرت حسینؓ کی نذرونیاز اور ایصال ثواب کی نیت وغیرہ)۔

وضاحت : اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین رحمہم اللہ نے غیر ثابت قرار دیا ہے لیکن بعض دوسرے حضرات نے اس کے بجائے ضعیف کہا ہے اور چونکہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے جس کی ایک دوسری سے تائید اور تقویت ہوتی ہے اور محدث حافظ ابوفضل عراقی رحمہ اللہ کے بقول تو اس کی بعض سندیں امام مسلمؒ کی شرائط پر پوری اُترتی ہیں لہٰذا یکطرفہ طور پر اس حدیث کو بالکل موضوع قرار دے کر انکار کرنا صحیح نہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ کوئی فرض، واجب یا سنت عمل نہیں ہے بلکہ صرف دنیاوی برکت کے بارے میں ایک عمل ہے اگر کوئی یہ عمل نہ بھی کرے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو یہ عمل نہ کرے وہ تمام سال بے برکتی میں مبتلا رہے گا لہٰذا اس عمل میں حد سے آگے بڑھنا مثلاً اس کو ضروری فرض واجب سمجھنا یا اس کے ساتھ فرض وواجب جیسا معاملہ کرنا، اس کی ایسی پابندی کرنا کہ لوگ اس کو لازم ضروری یا سنت سمجھنے لگیں یا اس کے

لیے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا، فضول خرچی کرنا یا اس کے لیے قرض لینا اور کسی خاص قسم کے کھانے (مثلاً کھچڑ، کھیر، حلیم وغیرہ) کو مخصوص لازم کرنا، اس کو اتنا بڑھانا کہ ہر علاقہ اور محلّہ والوں کو اس میں شامل کرنے کا اہتمام والتزام کرنا، اور بڑی بڑی دیگیں اُتارنا یہ تمام چیزیں گناہ اور شریعت پر زیادتی ہیں۔ اس قسم کی خرابیوں کے ساتھ اگر یہ عمل کیا جائے گا تو بجائے فائدے کے اُلٹا گناہ اور نقصان ہوگا کیونکہ گناہ سے بجائے برکت کے الٹی بے برکتی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نیک اعمال اور توبہ استغفار سے رزق میں برکت، اور بداعمالیوں اور گناہوں سے رزق میں تنگی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل سے یہ بات واضح ہے، جن میں سے چند ایک دلائل یہ ہیں :

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سُورہ طلاق)

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے (یعنی تقوٰی اختیار کرتا ہے) اللہ تعالیٰ اُس کے لیے (نقصانوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور (منافع عطا فرماتا ہے اور ایک بڑا نفع رزق ہے تو) اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (سُورہ طٰهٰ آیت ۱۲۴)

''اور جو شخص میرے ذکر (یعنی قرآن مجید، اللہ کے رسول) سے اعراض کرے گا اُس کی معیشت تنگ ہوگی (خواہ مال کی کمی کی صورت میں یا قناعت اور دلی سکون نہ ہونے کی صورت میں)''۔

قال رسول اللّٰه ﷺ ان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه (ابن ماجه كتاب الفتن ومسند احمد) .

''بے شک آدمی رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اس گناہ کی وجہ سے جس کو وہ اختیار کرتا ہے''۔

قال رسول اللّٰه ﷺ ولا نقص قوم المكيال والميزان الا قطع عنهم الرزق (موطاء امام مالك فى الجهاد)

''اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی اُس سے رزق اُٹھالیا جائے گا''۔

قال رسول اللّٰه ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللّٰه لهٗ من كل ضيقٍ

مسخر جاومن کل ھمٍ فرجًا ورزقۃً من حیثُ لا یحتسبُ (احمد ، ابودا ؤد فی الصلٰوۃ ،ابن ماجہ ، مشکٰوۃ ص ۲۰۴)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دُشواری سے نکلنے کے راستے بنا دیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی فرما دیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اُس کو دھیان بھی نہ ہوگا''۔

ان کے علاوہ بے شمار آیات واحادیث اس مضمون کی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے رزق ونعمتوں میں برکت اور گناہوں سے تنگی و بے برکتی آتی ہے، لہٰذا نیک اعمال کرنا اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا اِس کشادگی وفراخی والے عمل سے زیادہ ضروری اور اہم ہے، نہ یہ کہ کھانے پکانے کا تو بہت اہتمام کیا جائے اور نماز، زکٰوۃ، قربانی وغیرہ جیسے بڑے احکام سے غفلت اختیار کی جائے جیسا کہ عام طور پر آج کل ہو رہا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص اس دن اس عمل میں حد سے آگے بڑھے گا یا کسی قسم کا کوئی گناہ کرے گا (جیسا کہ آج کل بے شمار گناہوں کا دَور دَورہ ہے) تو باوجود اس وسعت اور فراخی والے عمل کو انجام دینے کے پھر بھی بے برکتی میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

(ماخوذ از : ''محرم کے فضائل واحکام'' مرتب مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ ادارہ غفران، راولپنڈی)

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو عصر کی نماز کے بعد بمقام 537-A فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (ادارہ)

سلسلہ نمبر۹ قسط : ۱

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

اسلام اپنے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے دوسرے سب دینوں پر غالب ہے

﴿ نظرِ ثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

آج کل جبکہ دنیا ترقی کی دعویدار ہے، ایک بزعمِ خود مہذب اور ترقی یافتہ ملک اسرائیل کی بدعہدی اور دھوکہ بازی آپ کے سامنے ہے۔ یہ اسرائیل دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام کا پرَوردہ اور اُن کے اخلاق کا آئینہ دار ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ایسی مکاریوں کا کوئی مقام نہیں ہے۔

آج دنیا میں تمام ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات اور وسعت تجارت کی غرض سے سچی اور دیانتدار رہتی ہیں۔ حقیقتاً اخلاقی اقدار سے یکسر خالی ہیں، وہ کسی غیر مہذب قوم کو مہذب بنانے اور عمدہ اخلاق سے مزین کرنے کے لیے جنگ مول نہیں لیتیں بلکہ اُن کا مطمحِ نظر وسعت پسندی اور غلبہ قائم رکھنا اور دوسروں کو کمزور بنانا ہوتا ہے۔ ویت نام اور کوریا کی جنگ امریکہ چین اور اسرائیل کا وجود سب اسی شجرۂ خبیثہ کے ثمرات ہیں جہاں جہاں امریکی افواج مقیم ہیں اُن علاقوں کے باشندوں کا معیارِ اخلاق روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ شراب و زنا عام ہیں اور ان دو چیزوں کے جو نتائجِ بد ہوتے ہیں وہ انہیں محیط ہیں۔ آج دنیا میں سی۔ آئی۔ اے کی تخریب کاریاں سب کے سامنے ہیں۔ کیا کوئی اِن امریکی تباہ کاریوں کی وجہ بتلا سکتا ہے کہ کیوں ہیں؟ کیا امریکی لوگ کسی کو بلند اخلاق

سکھا سکتے ہیں وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ مال بڑھانے کے لیے کتنی سچائی ، دیانت اورکن اخلاق واصول کی ضرورت ہے اور مال کی فراوانی کے باعث چھوٹی موٹی خیانتیں نہیں کرتے۔ کمائی کی خاطر مرد وعورت کاروبار میں لگے رہتے ہیں اور حکومت اپنے جائز وناجائز غلبہ کی فکر میں۔

یہ اُن کی تہذیب وترقی کا خاکہ ہے۔

آیئے دیکھیں ! پیغمبر اسلام نے بلکہ پچھلے انبیاء کرام نے جنہوں نے جہاد کیا ہے جہاد کا کیا نظریہ بتلایا ہے؟

اُن کا نظریہ جہاد یہ ہے کہ صرف خدا کی رضا حاصل کرنے اور اُس کے دین کو پھیلانے کے لیے جہاد ہوگا لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا.

ہدایہ میں ہے :

وانما فرض لاعزاز دین اللّٰہ ودفع الشرعن العباد.

''جہاد صرف اس لیے فرض ہوا کہ خدا کے دین کو غالب کیا جائے اور بندوں سے شر کو رفع کردیا جائے''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .

''مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا حتی کہ وہ **لا الٰہ الا اللّٰہ** کہیں''۔

ہمارے قانون کی عظیم کتاب ہدایہ میں ہے :

ولا یجوزان یقاتل من لم تبلغہ الدعوۃ الی الاسلام الا ان یدعوہ.

''جسے اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اُس سے لڑنا صرف اُس صورت میں درست ہے کہ جب اسے دعوتِ اسلام دے دی جائے''۔

اگر صرف ان نفسانی اغراض کا نام بلندی رکھا جائے جو آج کی مہذب اقوام کا مقصود ہیں اور اس کی خاطر ہر مکروہ حربہ استعمال کیا جاتا ہے تباہ کن لڑائیاں مول لی جاتی ہیں تو دین اسلام کی خاطر کیوں نہ قتال جائز ہوگا جس کی تعلیمات سراسر مبنی بر خلوص اور خلقِ خدا کے لیے رحمت ہیں۔ اسلام نے بے غرضی ، بے نفسی اور رضاء الٰہی حاصل

کرنے کی تعلیم دی ہے جو یقیناً سب سے بلند مقصود ہے۔ عدل و احسان، عفو و درگزر، رحم، برائی کی جگہ نیکی، زبان دل اور عمل کی سچائی، شجاعت، سخاوت، عفت و پاکبازی، امانت و دیانت، شرم و حیا، حلم و بردباری، تواضع و خوش کلامی، ایثار، اعتدال، عزت نفس، استغناء، حق گوئی، استقامت، حقوق والدین، حقوق اہلِ قرابت، حقوق زوجین، ہمسایہ اور یتیموں کے حقوق، حاجتمند، بیمار، مہمان، غلام، اور انسانی برادری کے حقوق حتی کہ جانوروں کے حقوق تعلیم فرمائے۔

جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت و بددیانتی، غداری، بہتان، چغلخوری، غیبت، دورُخاپن، بدگمانی، حرص و طمع حسد، بخل، چوری، ناپ تول میں کمی، رشوت، سود خوری، شراب خوری، فخر و غرور، غیظ و غضب، ظلم، ریاکاری، خودنمائی، فحش گوئی، طعنہ زنی، فضول خرچی وغیرہ سے منع فرمایا۔

فطری آداب تعلیم کیے، طہارت و پاکیزگی، مجلس کے آداب، کھانے پینے کے آداب، ملاقات و گفتگو کے آداب، باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب، سفر کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، لباس کے آداب، خوشی اور غمی کے آداب سکھائے۔

توحید، رسالت، تزکیہ نفس، طریق عبادت یعنی بندوں کا خدا سے تعلق اور جوڑ بہترین طریقوں سے تعلیم فرمایا۔ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر سا خاکہ ہے۔

اب خود ہی انصاف کریں کہ اگر کسی قوم میں یہ اوصاف نہ ہوں تو اُسے یہ اوصاف سکھانے اس قوم پر رحم کھانا ہے یا ظلم کرنا۔ اسلام نے اگر تلوار اُٹھائی ہے تو صرف اس لیے اُٹھائی ہے اور جنہوں نے اسلام سے رُوگردانی کی ہے وہ صرف اپنی خواہش نفس کے لیے کی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰاھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ.

''اہلِ کتاب رسول اللہ ﷺ کا رسولِ خدا ہونا اس طرح جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کا اپنا بیٹا ہونا یقینی طور پر جانتے ہیں اور ان میں سے ایک فریق حق کو جاننے کے باوجود چھپاتا ہے''۔

ان ہی اوصافِ جلیلہ کے باعث فتح مکہ کے بعد جب لوگ مسلمانوں سے ملے جلے تو امام زہریؒ

(جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے علوم حاصل کیے تھے) فرماتے ہیں کہ لوگوں کا یہ حال ہوا :

فلم یکلم احد بالاسلام یعقل شیئاً الا دخل فیه فلقد دخل فی تینک السنتین فی الاسلام مثل ما کان فی الاسلام و اکثر. (طبری)

''تو کوئی عقل مند ایسا نہ تھا کہ جس سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی اور اُس نے قبول نہ کیا ہو چنانچہ جتنے لوگ ابتداء سے اُس وقت تک مسلمان ہوئے تھے صرف اِن دو برسوں میں ان کے برابر بلکہ اُن سے زیادہ تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے''۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید **وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا** سے ہوتی ہے۔ **اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَھُمْ** ۔

حضرات! آپ کو مذکورہ بالا عنوانات پر قرآن حکیم کی بعض تعلیمات قدسیہ کی کچھ اور سیر کرائیں جن کے باعث قرآن عزیز کو ہم امن عالم کا ضامن کہتے ہیں کہ جان کے ساتھ مال اور آبرو کے تحفظات کیا گیا ہیں۔

امانت کے بارے میں ارشاد ہوا :

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا . (پ۵ رکوع۵)

''اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ سننے دیکھنے والا ہے''۔

بے زبانی بے سہارا بے کس لوگوں کے مال کے تحفظ کے لیے فرمان نازل ہوا :

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ (پارہ نمبر ۱۵ رکوع نمبر ۴)

'' اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے اس صورت کے کہ جو اُس کے لیے بہتر ہو حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے''۔

یہ بھی بتلایا گیا کہ ایک کو دوسرے کا مال کن صورتوں میں جائز ہے۔

یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْآ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ ۔ (پارہ نمبر ۵ رکوع نمبر ۲)

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو''۔

ناپ تول میں کمی کے جرم پر قوم شعیب علیہ السلام برباد کردی گئی تھی۔ آپ کی تعلیم تھی :

اَوْفُوا الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ ھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۔(سُورۃ الشعراء پارہ ۱۹ رکوع ۱۴)

''ماپ پورا بھر کر دیا کرو اور نقصان دینے والوں میں مت ہو اور سیدھی ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت پیدا کرتے پھرو''۔

یہی تعلیم اس اُمتِ مرحومہ کو بھی دی گئی، ارشاد ہوا۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۔ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۔(پ ۳۰ رکوع ۸)

''تباہی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کرلیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب ماپ کر یا تول کر دیں دوسروں کو تو گھٹا کر دیں''۔

اَ لَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۔ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۔ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

'' کیا لوگ یہ خیال نہیں رکھتے کہ اُن کو اُٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے جس دن لوگ جہاں کے مالک کے سامنے کھڑے رہیں گے''۔

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ۔ (پ ۲۷ ع ۱۱)

''اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے، اور مت گھٹاؤ تول کو''۔

وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۔ (پ ۱۵ رکوع ۴)

''اور ماپ پورا بھر دو جب ماپ کر دینے لگو اور سیدھی ترازو سے تولو''۔

سود کے بارے میں حکم نازل ہوا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ . (پ۳ ع۶)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو۔ اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے''۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ . (پ۳ رکوع ۶)

''پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کو اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے تمہارا راُس المال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر''۔

وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّاکَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ . (پ۳ ع۶)

''اور اگر (مقروض) تنگدست ہے تو اُسے کشایش ہونے تک مہلت دینا چاہیے اور اگر بخش دو تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ اگر تم کو سمجھ ہو اور اُس دن سے ڈرتے رہو جس دن اللہ کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے پھر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا پورا دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا''۔

سود ایک ایسی چیز ہے جسے ضرورت مند انسان شدید ضرورت کے وقت لیتا ہے اور دینے والے کے پاس رقم ضرورت سے زائد ہوتی ہے اس لیے دیتا ہے۔ آپ غور کریں تو ضرورتمند سود لینے کے بعد زیادہ ضرورت مند ہو جاتا ہے اور دینے والا زیادہ مستغنی مالدار تر، جس سے لامحالہ معیشت انسانیہ کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور پھر انقلابات آتے ہیں۔

نفسیاتی طور پر سود دینے والا اپنی منفعت پر نظر رکھنے کا عادی ہو جاتا ہے اس میں ایثار و قربانی، رحم دلی کا مادہ رفتہ رفتہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے اسے حرام ہی قرار دیدیا۔ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا . (پ ۵ ع ۲)

اور سود خور شخص کے دل سے رحم کا مادہ خارج ہوتا جاتا ہے آخر کار وہ ظالم محض بن کر رہ جاتا ہے۔ خلقِ خدا کی ضرورت مندی اور احتیاج سے وہ ناجائز فائدہ اُٹھانے کا متلاشی رہتا ہے۔ دوسروں کی محتاجگی اُس کے عین سکون وراحت کا سبب ہوتی ہے اور اس طرح گویا وہ اُن صفات حسنہ سے لڑ رہا ہے جو اللہ اور رسول نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے شاید اس لیے ''اللہ ورسول سے جنگ'' کی وعید شدید وارد ہوئی۔

مشرکین عرب میں یہ لعنت یہودیوں سے آئی تھی اور ان کی فطرت تھی کہ حرام کو تاویلات کر کے حلال سمجھ لیا کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے اور اصرار کرتے تھے۔ ویسے بھی انسان میں مالی لالچ آسانی سے غالب کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد وہ مال کے لالچ میں عقلی دلائل لاتا ہے۔ استدلالات سے حقائق فطریہ کو توڑنا چاہتا ہے اس لیے اسے قیامت میں اس کے مناسب سلبِ عقل کی سزا دی جائے گی۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ. (پ ۳ رکوع ۶)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح اُٹھیں گے جیسے وہ شخص اُٹھتا ہے کہ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں''۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْآ اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. (پ ۳ ع ۶)

''ان کی یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ اُنہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے''۔

حضرات ! ان چند آیات کے احکام یہ ہوئے کہ امانت ادا کرنی لازم ہوئی، تجارت میں دیانتداری شرط اور تراضی طرفین ضروری ہوئی، اور سود حرام قرار دیا گیا۔

اسلام میں احتکار (اُن تمام چیزوں کی ذخیرہ اندوزی جو حیات کے لیے ضروری ہوں) بھی ممنوع ہے کیونکہ جگہ جگہ احسان کا حکم فرمایا گیا ہے اور احتکار احسان نہیں بلکہ اس کے برعکس فعل منکر ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. (پ ۱۴ ع ۱۹)

''اللہ حکم کرتا ہے انصاف اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا ، اور بے حیائی نامعقول کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو''۔

اسی طرح اسمگلنگ بھی ممنوع ہے کیونکہ جائز اور معروف میں اطاعتِ امراء ضروری ہوتی ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ. (پ ۵ ع ۵)

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں''۔

فیض الباری میں ہے کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر حاکم تمباکونوشی کو منع کردے یا کسی مباح فعل کو ضروری قرار دیدے تو وہ تاحکمِ ثانی واجب الاطاعت ہوگا۔ عام ضرورت کی چیزیں جیسے نمک پانی وغیرہ نہ دینا بلکہ معروف سے یعنی (جن چیزوں کے ذریعہ بھلائی کی جاتی ہے) رُکنا اور روکنا دونوں ہی خداوندِ قدوس کو ناپسند ہیں وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (پارہ عم سورۃ الماعون) '' برتنے کی چیز نہ دیں''۔ (جاری ہے)

❁❁❁

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

حضرت زکی کیفی رحمہ اللہ

مبارک ہو تم کو

یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو
متاعِ سعادت مبارک ہو تم کو
وہ ہر سمت انوار ، ہر سو تجلی
وہ نورِ ہدایت مبارک ہو تم کو
وہ احرام میں مست و سرشار رہنا
غموں سے فراغت مبارک ہو تم کو
اذانِ سحر کا حرم میں وہ منظر
وہ کیف سماعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ ملتزم پر دُعائیں
وہ ذوقِ عبادت مبارک ہو تم کو
وہ میزابِ رحمت کے نیچے نمازیں
بشوقِ اطاعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ سنگِ اسود کے بوسے
لبوں کی حلاوت مبارک ہو تم کو
وہ رُکنِ یمانی پہ ہر دم تجلی
وہ آثارِ رحمت مبارک ہو تم کو
وہ پی پی کے زمزم کو سیراب ہونا
وہ کوثر کی لذت مبارک ہو تم کو
منٰی میں رمی کا وہ پُر کیف منظر
وہ جلووں کی کثرت مبارک ہو تم کو
وہ عرفات میں خیمہ زن ہو کے رہنا
بزہد و قناعت مبارک ہو تم کو
مدینہ کی گلیوں کا دیدار کرنا
وہ دنیا کی جنت مبارک ہو تم کو
قُبا و بقیع و اُحد کی زیارت
بحسنِ ارادت مبارک ہو تم کو
وہ فیضانِ انوار روضہ کے باہر
وہ لطف وعنایت مبارک ہو تم کو
مواجہ میں آکر جلا دل کو دینا
وہ جلوت میں خلوت مبارک ہو تم کو
نکل پڑنا آنسو وہ ذکرِ نبی ﷺ پر
یہ دِل کی نزاکت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کی جالی پہ سر رکھ کر رونا
دُعائے شفاعت مبارک ہو تم کو

دُعاء ہے یہ کیفی کے قلب حزیں کی
یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو

قسط : ۲،آخری

دینی اُمور پر اُجرت

﴿ حافظ مجیب الرحمٰن اکبرآبی، ڈیرہ اسمٰعیل خاں ﴾

منور صاحب کے دلائل :

منور صاحب نے اس بارے میں کچھ دلائل بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً :

(۱) پہلی دلیل :

قرآن مجید میں ہے :

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (سورہ بقرہ/۴۱)

''میری آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل نہ کرو''۔

اس آیت کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں :

(۱) اس آیت کا کئی وجوہ سے اس مسئلہ سے تعلق نہیں کیونکہ اس طرح کی کئی اور آیات بھی ہیں جن میں ایک چیز کی جگہ دوسری چیز اختیار کرنے کو شراء اور اشتراء فرمایا گیا مثلاً اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی (سورہ بقرہ/۱۶) ''یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی''۔ نہ ہدایت ذی جسم چیز ہے نہ گمراہی، اس لیے وہ ایک دوسرے کے بدلے میں خریدی نہیں جاسکتی محض ہدایت کی جگہ گمراہی اختیار کرنے کو خریدنا فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ (سورہ ال عمران/۱۷۷) ''بیشک وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا''۔ نہ ایمان ذی جسم ہے نہ کفر، اس لیے وہ بھی ایک دے کر دوسرا نہیں خریدا جاسکتا۔ ایمان کی جگہ کفر اختیار کرنے کو خریدنا فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (سورہ ال عمران / ۷۷) ''جن لوگوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت خرید لی''۔ ایمان اور عہد کوئی جسم والی چیز نہیں جس کو دے کر ثمن قلیل لی جائے۔ ایمان اور عہد توڑ کر ثمن قلیل اختیار کرنے کو خریدنا فرمایا۔ تو منور صاحب کی پیش کردہ آیت مبارکہ میں بھی یہود کو اس بات کا حکم کیا گیا کہ میری آیات

پر عمل کرو، دنیاوی منفعت حاصل کرنے کی خاطر اِن پر عمل نہ چھوڑو۔ میری آیات یعنی احکام کے بدلے میں دنیا نہ اختیار کرو، تو دینی امور پر اُجرت لینے کے مسئلہ سے اس آیت کا تعلق نہیں۔

(۲) اس آیت مبارکہ کی وضاحت دوسری آیات سے ہوتی ہے سورۂ بقرہ میں ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلاً ''ہلاکت ہے ان کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ (کتاب کا مضمون) اللہ کی طرف سے ہے اس لیے ایسا کرتے ہیں تاکہ اس کے عوض میں ثمن قلیل خریدیں''۔ اور سورہ آل عمران میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب اللہ کے احکام کھول کر بیان کرو گے اور ہرگز اس کو نہ چھپاؤ گے فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلاً ''تو انہوں نے اس عہد کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا تھا اور اس عہد کے عوض ثمن قلیل خریدا''۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ان کا عمل یہ تھا کہ وہ غلط مسائل اور فتاوٰی لکھ دیتے تھے اور کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے اور ان کے عوض ثمن قلیل لیتے اور حق اور صحیح کو چھپا لیتے اور باطل کو حق اور حق کو باطل کہہ دیتے تاکہ ثمن قلیل حاصل ہو۔ اور اسی عمل سے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلاً میں اُن کو منع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ لوگوں کی مرضی اور اُن کی اغراض کی خاطر اللہ تعالیٰ کی آیات کا مطلب غلط بتلا کر یا چھپا کر لوگوں سے پیسے نہ لو اور ہم بھی یہی کہتے ہیں یہ کام باجماعِ اُمت حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ کس کو اللہ تعالیٰ کی آیات صحیح صحیح بتلا کر یا پڑھا کر اس کی اجرت لینا کیسا ہے؟ اس کا تعلق آیت مذکورہ سے نہیں ہے (معارف القرآن ص ۲۰۷ ج ۱)۔

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ (جن کو منور صاحب بھی علامہ آلوسیؒ جیسے عقیدت مندانہ الفاظ سے ذکر کرتے ہیں) فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بعض نے تعلیم کتاب اللہ اور تعلیم علم کی اُجرت ناجائز ہونے پر دلیل لی ہے لیکن **ولا دلیل فی الأیة علی ما ادعاه هٰذا الذاهب** اس آیت میں اس مذہب والے کے اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے (رُوح المعانی ص ۲۴۵ ج ۱)۔

(۳) اگر بالفرض مان لیں کہ اس آیت میں دینی امور پر اُجرت نہ لینے کا حکم ہوا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم یہود کو تھا اور جس طرح سجدۂ تعظیمی کا ذکر (واقعۂ آدم علیہ السلام میں اور واقعۂ یوسف علیہ السلام میں) قرآن مجید میں ہے اور اس کی ممانعت قرآن مجید میں نہیں حدیث نبوی میں ہے جس سے سجدۂ تعظیمی اس اُمت میں حرام قرار دیا گیا اسی طرح احادیث طیبہ میں نبی کریم ﷺ نے اُجرت کی اجازت دی تو اس حکمِ ممانعت پر عمل نہ ہوگا۔

منور صاحب کہتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ ایک مذہب کی محرمہ اور ممنوعہ اشیاء (ماسوائے چند مخصوص مستثنیات) دوسرے مذہب میں حلال ہو جاتی ہوں گناہ ثواب میں بدل جاتا ہو دینی اُمور پر اُجرت اگر اہلِ یہود کے لیے حرام ہے تو اہلِ اسلام کے لیے بھی کسی آیت یا حدیث کی روشنی میں حلال نہیں کیونکہ شریعت روزِ اول سے ایک ہی چلی آرہی ہے۔(اسلام یا مسلک پرستی ص ۱۶۶)

آنجناب نے جب چند مخصوص مستثنیات کو مستثنیٰ مان لیا ہے تو کلیۃً کیوں کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے کہ ایک مذہب کی محرمہ اور ممنوعہ اشیاء دوسرے مذہب میں حلال ہو جاتی ہوں تو مستثنیات مان کر آپ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ بعض چیزیں ایک مذہب میں حرام ہوتی تھیں اور دوسرے میں حلال ہو جاتی تھیں، گناہ کے کام ثواب کے کام بن جاتے تھے تو اس کو بھی مستثنیات میں شمار کر لیں اور اس مسئلہ کا تعلق مسائل سے ہے عقائد سے نہیں فروع سے ہے اصول سے نہیں، سب شریعتیں اُصول اور عقائد میں ایک ہیں مسائل اور فروع میں اختلاف رہا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں بہن بھائی کا آپس میں نکاح ہوتا تھا لیکن یہی حلال بعد کی شریعتوں میں حرام ہو گیا۔

دوسری دلیل :

لکھتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے بھی یہی فرمایا :

اِقْرَءُ الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ (مسند احمد)

''قرآن پڑھو مگر اُسے روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ''۔

اس حدیث کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں :

(ا) منور صاحب نے اس کو مسند امام احمدؒ سے نقل کیا ہے حالانکہ خود امام احمدؒ اور مسند احمدؒ سے متعلق کہتے ہیں :

''ابن حنبل ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں میں خلافِ قرآن اِس عقیدے کو رواج دیا کہ مردہ قبر میں جا کر زندہ ہو جاتا ہے۔''(اسلام یا مسلک پرستی ص ۱۹۷)

''کہنے کو تو انہیں امام بخاری کا اُستاد کہا جاتا ہے مگر بخاری نے ان سے ایک بھی روایت براہِ راست نقل نہیں کی بلکہ مسند احمد کی روایتیں صحیح بخاری کی روایتوں کی ضد ہیں''(اسلام یا مسلک پرستی ۱۹۷)۔

فرمائیے جناب! جب امام احمدؒ (جو کہ اس روایت کے مرکزی پہلے راوی ہیں) خلافِ قرآن عقیدہ رکھنے والے ہیں تو اس راوی کی روایت کیسے صحیح ہوگی؟ اس کا راوی یحیٰ بن ابی کثیر مدلِّس ہے اور مدلِّس کی روایت ''عن'' سے قبول نہیں ہوتی (تقریب ومیزان)۔ آنجناب کے قول کے مطابق یہ روایت بخاری شریف کی روایت **ان احق مااخذتم علیه اجرا کتاب اللّٰہ** کے بھی خلاف ہے تو مسند احمد کی یہ روایت جو روایت بخاری کی ضد ہے کیسے حجت ہے؟ یہاں آنجناب بخاری شریف کی روایت چھوڑ کر مسند امام احمد رحمہ اللہ کی روایت کے کیوں پیرو ہوگئے؟ کیا یہ مطلب پرستی نہیں ہے؟

(۲) علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس روایت کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے معارض ہے جس میں ہے کہ صحابی نے دم کیا اور اس کے عوض میں بکریاں لیں اور نبی ﷺ نے بھی اس پر فرمایا **ان احق مااخذتم علیه اجرا کتاب اللّٰہ** تو فرماتے ہیں **وفیه اِشعار بنسخ الحکم الاول** اس سے معلوم ہوا کہ پہلا ممانعت کا حکم منسوخ ہے، واللہ اعلم (الدرایۃ)

(۳) حرمت کے ثبوت کے لیے نص قطعی الثبوت ضروری ہے اور یہ حدیث یا اس طرح کی دوسری احادیث اخبار احاد ہیں جو قطعی الثبوت نہیں اس لیے اس قسم کی روایت سے حرمت ہرگز ثابت نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ خلافِ اولیٰ یا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو صاحب استطاعت ہو وہ کوشش کرے کہ فی سبیل اللہ مفت تعلیم دے لیکن جو صاحبِ استطاعت نہیں وہ نیت درست رکھے اور بامرِ مجبوری ضرورت کے مطابق تنخواہ پر کفایت کرے، زیادہ کا مطالبہ نہ کرے تو یہ مخلص ہے۔

تیسری دلیل :

اتخذ مؤذنا لا یأ خذ علی اذانه اجرا . (ترمذی ص۱۲۱ ج۱۔ ابوداءود ص۲۲۹ ج۱)

''ایسا مؤذن مقرر کر جو اذان پر اُجرت نہ لے''

جواب : اس روایت کی سند صحیح معلوم ہوتی ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ خلافِ اولیٰ پر محمول ہے جس میں جواز کی گنجائش بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عملاً مؤذنوں کا وظیفہ مقرر کر کے اس کو واضح فرمایا۔ ہمارے صوبہ سرحد میں تقریباً اس پر عمل ہے کہ اُجرت والا مؤذن نہیں ہوتا، یا امام اذان دیتا ہے یا کوئی عام مقتدی مؤذن ہوتا ہے جس کی اُجرت نہیں ہوتی، بہر صورت اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ خبر واحد ہے۔

چوتھی دلیل :

منور صاحب لکھتے ہیں ایک دوسری جگہ اس طرح فرمایا کہ :

من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لا یتعلمه الالیصیب به عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة .

''جس نے علم دین دنیاوی غرض سے حاصل کیا قیامت کے دن بہشت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا''۔(ابوداؤد، اسلام یا مسلک پرستی ص ۱۷۱)

جواب : اول تو اس حدیث میں نیت درست کرنے پر تاکید ہے جس کی نیت درست نہ ہو اس کے لیے سخت وعید ہے لیکن نیت درست ہو اور بحالتِ اضطراری ضرورت کی حد تک وظیفہ لے تو اس حدیث میں اس کی مذمت ہرگز نہیں ہے۔

دوم اس کی سند میں فلیح بن سلیمان راوی ہے جو اگرچہ صحاح کا راوی ہے لیکن اس پر جرح کی گئی ہے، امام یحیی بن معینؒ اور ابو حاتمؒ اور نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی قوی نہیں ہے اور ابن معینؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں ہے۔ابو کاملؒ فرماتے ہیں ہم اس کو متہم سمجھتے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بولتا تھا۔امام مظفر بن مدرکؒ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی روایت سے بچاؤ کیا جائے: محمد بن طلحہ بن مصرف، ایوب بن عتبہ، فلیح بن سلیمان ۔امام ساجیؒ فرماتے ہیں اگرچہ اہلِ صدق میں سے ہے لیکن وہمی ہے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں فلیح سے حجت نہیں لی جاسکتی (میزان الاعتدال ص ۳۶۵، ۳۶۶ ج ۳)۔علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق (سچا) ہے لیکن بکثرت غلطیاں کرنے والا ہے (تقریب ص ۱۶ ج ۲)۔علامہ الشیخ مجدی حسنؒ ایک روایت کے بارے میں جس میں فلیح بن سلیمان ہے فرماتے ہیں **ضعیف الاسناد فیه فلیح بن سلیمان** ضعیف سند والی ہے اس میں فلیح بن سلیمان ہے، پھر فلیح کے بارے میں امام ابن معینؒ اور ابو حاتمؒ کے اقوال نقل کیے۔مزید فرماتے ہیں کہ علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ فلیح اور اس کا بھائی عبدالحمید دونوں ضعیف تھے (التعلیق علی الدار قطنی ص ۶۵ ج ۱) تو ایسی حدیث سے حرمت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔

پانچویں دلیل :

منور صاحب لکھتے ہیں :

''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اُن کے ایک شاگرد نے جس کو انہوں نے قرآن پڑھایا تھا تحفہ کے طور پر ایک کمان دی اُس کے متعلق جب نبی ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ پسند کرتے ہو کہ آگ کا طوق پہنو تو اس کو قبول کرلو ان کنت تحب ان تطوق طوقا من نار فاقبلھا۔(ابوداؤد کتاب البیوع۔اسلام یا مسلک پرستی ص ۱۷۱)

جواب : اس کی سند میں کئی راوی متکلم فیہم ہیں :

(۱) مغیرہ بن زیاد البجلی الموصلی جس پر حدیث کا مدار ہے۔امام احمدؒ فرماتے ہیں ضعیف الحدیث ہے اس کی کئی منکر روایات ہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی قوی نہیں ہے۔امام ابواحمد حاکمؒ فرماتے ہیں لیس بالمتین عندھم محدثین کے نزدیک مضبوط نہیں ہے۔امام ابن معینؒ فرماتے ہیں لاباس بہ لیکن اس کی ایک حدیث ہے جو منکر ہے کچھ محدثین نے اس کی تعدیل بھی کی ہے۔امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں سچا ہے لیکن لہ اوھام اس کے بہت سے وہم ہیں(تقریب)(میزان ص ۱۶۰ ج ۴)۔

(۲) اسود بن ثعلبہ امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں لایعرف مجہول ہے۔(میزان ص ۲۵۶ ج ۱) علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں مجہول ہے(تقریب ج ۱) اور فرماتے ہیں اسنادہ ضعیف اس روایت کی سند ضعیف ہے۔(الدرایہ حدیث ص ۸۶۶)

اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو عزیمت پر محمول ہے اور حِلت کی روایات رخصت پر محمول ہیں۔اس لیے اگر آدمی سے ہو سکے تو عزیمت پر عمل کرتے ہوئے وظیفہ نہ لے لیکن مجبوری کی صورت میں رُخصت ہے۔

چھٹی دلیل :

امام اعظم رحمہ اللہ کا فتوی :

منور صاحب لکھتے ہیں :

''اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ اذان ، نماز ، امامت ، حج ، تعلیم قرآن وحدیث اور فقہ پر اُجرت لینا ناجائز اور حرام ہے''۔(ہدایہ عربی ص ۲۸۷)

جواب : ہدایہ میں اسی عبارت کے بعد صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں :

وبعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم وعلیه الفتوٰی
''ہمارے بعض احناف (متاخرین) بزرگوں نے آج کے زمانہ میں تعلیم قرآن مجید پر اُجرت لینا مستحسن اور اچھا قرار دیا ہے اور اِسی پر فتوٰی ہے (ہدایہ ص۳۰۱ ج۳)

مشہور صاحب ترجیح فقیہ قاضی فخر الدین حسن بن منصور فرغانیؒ (متوفی ۵۹۲ھ) فرماتے ہیں :

"قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل انما کره المتقدمون الاستیجار لتعلیم القرآن وکرهوا اخذ الاجرة علی ذالك لانه کان للمعلمین عطیات فی بیت المال فی ذالك الزمان"
''الشیخ امام ابوبکر محمد بن فضلؒ (جو تیسری صدی کے بزرگ ہیں) فرماتے ہیں کہ متقدمین احناف نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینا اِس وجہ سے مکروہ کہا کہ اِس دور میں اساتذہ و معلمین قرآن کے لیے بیت المال میں سے عطیات ملتے تھے''۔

اور چونکہ اس دور میں اُن کے عطیات بند ہوگئے اور اُخروی معاملات میں لوگوں کا شوق کم ہوگیا تو اگر معلمین باوجود دُنیاوی ضروریات کے تعلیم میں مشغول ہوں تو اُن کا روزگار خلل میں پڑے گا **لھٰذا قلنا بصحة الاجارة ووجوب الاجرة للمعلم** ہم کہتے ہیں کہ اُجرت لینا صحیح ہے اور استاذ کے لیے اُجرت واجب ہوگی حتّٰی کہ اگر والد بچے کا اُجرت نہ دے تو قید کیا جائے گا (حُبِسَ فِیْہِ) اور فرماتے ہیں :

"قال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی ان مشائخ بلخ جوز والاجارة علی تعلیم القرآن واخذ وا فی ذالك بقول اهل المدینة وانا افتی بجواز الاستیجار ووجوب المسّمی". (فتاوٰی قاضی خان ص۱۹ ج۳)
''امام شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ مشائخ بلخ نے مدینہ طیبہ والے علماء کا قول لے کر تعلیم قرآن مجید پر اُجرت لینا جائز قرار دیا اور میں بھی فتوٰی دیتا ہوں کہ اُجرت لینا جائز ہے اور مقررہ اُجرت واجب ہوگی''۔

حنفی فقیہ الشیخ سراج الدینؒ اپنے فتاوٰی میں لکھتے ہیں :

لا بأس للمعلم ان یأخذ الاجرة فی هٰذا الزمان علی تعلیم القرآن. (فتاوٰی

سراجیہ برقاضی خان ص۶ ج ۳)

"اس دور میں تعلیم قرآن مجید پر استاد کے لیے اُجرت لینا جائز ہے"۔

تقریباً پانچ سو علماء کرام کے مرتب کردہ فتاوی عالمگیری میں مشائخ بلخ اور امام ابوبکرؒ کا فتوی تحریر کر کے لکھا گیا ہے کہ **والمختار للفتوی فی زماننا قول ھٰؤلاء** ہمارے دور میں فتوی کے لیے انہی حضرات کا قول مختار ہے (الفتاوی الہندیہ ص ۴۴۸ ج ۴)۔ امام محمد بن محمد بن شہاب بن بزاز حنفیؒ (متوفی ۸۲۷ھ) نے بھی جواز کا فتوی نقل فرمایا ہے۔ (فتاوی بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۷ ج ۴)

فقہ حنفی کے معتبر فتاوی درمختار میں ہے :

ویفتی الیوم بصحتھا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان (درمختار برھامش رد المختار ص ۳۸ ج ۵)

"آج کے دور میں تعلیم قرآن مجید وفقہ وامامت واذان پر اُجرت صحیح ہونے کا فتوی دیا جائے گا"۔

مشہور حنفی فقیہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامیؒ نے اس کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں :

"فقد اتفقت النقول عن ائمتنا الثلا ثۃ ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد ان الاستیجار علی الطاعات باطل لکن جاء من بعد ھم من المجتھدین الذین ھم اھل التخریج والترجیح فافتوا بصحتہٖ علی تعلیم القرآن للضرورۃ فانہ کان للمعلمین عطایا من بیت المال وانقطعت فلولم یصح الاستیجار واخذ الاجرۃ لضاع القرآن وفیہ ضیاع الدین لاحتیاج المعلمین الی الاکتساب وافتی من بعدھم ایضا من امثالھم بصحتہ علی الاذان والا مامۃ لا نھما من شعائر الدین فصححوا الاستیجار علیھما للضرورۃ ایضاً فھٰذاما افتی بہ المتاخرون عن ابی حنیفۃ واصحابہ لعلمھم بان اباحنیفۃ واصحابہ لوکانوا فی عصرھم لقالوا بذالک ورجعوا عن قولھم الاول.....الخ"

(شرح عقود رسم المفتی ص ۱۶۷)

''ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ سے روایات متفق ہیں کہ عبادات پر اُجرت لینا باطل ہے لیکن اِن کے بعد کے مجتہدین جو اہل تخریج و اہل ترجیح ہیں ان سے منقول ہوا کہ انہوں نے بامر مجبوری تعلیم قرآن مجید پر اُجرت صحیح ہونے کا فتوٰی دیا کیونکہ پہلے معلمینِ قرآن مجید کے لیے بیت المال سے عطیات ہوتے تھے اور اب بند ہو گئے تو اگر اُجرت لینا صحیح نہ ہو تو قرآن مجید ضائع ہو جائے گا (یعنی لوگ نہ پڑھیں گے کیونکہ پڑھانے والے نہ ہوں گے) اور اس میں پورے دین کا ضیاع ہے کیونکہ معلمینِ قرآن کمانے کے محتاج ہو جائیں گے۔ پھر اسی طرح کے علماء نے اُن کے بعد اذان اور امامت پر اُجرت صحیح ہونے کا فتوٰی دیا کیونکہ یہ دونوں شعائرِ دین میں سے ہیں لہٰذا اِن پر بھی بوجہ مجبوری اُجرت لینا صحیح قرار دیا تو ان متاخرین نے جو یہ فتوٰی دیا تو اس وجہ سے کہ انہیں معلوم ہوا کہ اگر اُن کے دور میں امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد ہوتے تو وہ بھی یہی کہتے اور اپنے پہلے قول سے رجوع کرتے''۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ

(۱) مدینہ طیبہ کے علماء اور بلخ کے سب احناف اور امام شمس الائمہ سرخسیؒ اور ابوبکر محمد بن الفضلؒ و دیگر متاخرینِ احناف نے تنخواہ جائز ہونے کا فتوٰی دیا۔

(۲) ہمارے ائمہ ثلاثہ حرام قرار دیتے تھے۔

(۳) لیکن اس وجہ سے کہ ان کے دور میں بیت المال سے معلمین کے وظائف ملتے تھے اور متاخرین کے دور میں ملنا بند ہو گئے تھے اس وجہ سے بامر مجبوری متاخرین نے جائز قرار دیا۔

(۴) متقدمین نے بیت المال سے وظائف لینے کو کبھی حرام نہیں کہا تھا تو متاخرین نے یہی سوچا کہ اگر بیت المال سے لینا حرام نہ تھا (اور بیت المال مسلمانوں کے مال کے مجموعہ کا نام ہے) تو براہِ راست خود مسلمانوں سے تنخواہ لینا بھی ناجائز نہیں ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہترین الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں :

''یہ غلطی ہے کہ تعلیم پر تنخواہ لینا جائز نہیں اور یہ جواز حنفیہ کے اصول پر بھی ہے کیونکہ جو شخص کسی کے کام میں محبوس ہوتا ہے اُس کا نفقہ اُسی کے ذمہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ دیکھو قضاۃ کو وظیفہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ محبوس ہیں دوسرے دیکھو بیت المال کیا ہے؟ وہ مجموعہ ہے مسلمانوں کے مال کا جس کو سلطان حسبِ ضرورت مختلف مقاموں میں صرف کرتا ہے۔ علماء کو بھی اس میں سے وظائف دیئے جاتے تھے اور کسی نے اس کو حرام نہیں کہا تو چندہ کی بھی تو یہی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے مال کا مجموعہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیت المال سلطان کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لیے لوگوں کی نظروں میں اس کی وقعت ہے چندہ کی وقعت نہیں، ورنہ اصل میں دونوں یکساں ہیں پھر چندہ میں سے علماء کو وظیفہ لینا کیوں حرام ہونے لگا ہے؟ اور تعینِ مقدار سے اس کے اُجرت ہونے کا شبہہ نہ کیا جائے، تعیین تو اس لیے کی جاتی ہے تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو ورنہ اگر تعیین نہ کی جائے اور موافقِ ضرورت دیا جائے تو اس میں اختلاف اور نزاع کا بڑا اندیشہ ہے۔ تم کہو مجھے اتنی مقدار ناکافی ہے دوسرا کہے کہ کافی ہے اس نزاع کے رفع کرنے کو پہلے ہی سے مقدار معین کردی جاتی ہے غرض تنخواہ کے جواز میں کوئی شبہہ نہیں''۔ (خطباتِ دین و دنیا ص ۴۴)

❁❁❁

بقیہ : درسِ حدیث

ان کا تو دل عبادت میں بہت زیادہ لگا رہتا تھا اِن کے لیے یہ کافی نہیں ہوا۔ ذہن میں تشنگی رہی اور اجازت لیتے رہے حتی کہ آپ نے فرمایا اچھا! ایک دن رکھو ایک دن نہ رکھو۔ انھوں نے کہا میں تو اس سے زیادہ بھی رکھ سکتا ہوں اس سے افضل رکھ سکتا ہوں قوت رکھتا ہوں اس کی، آپ نے فرمایا نہیں اس سے افضل کوئی نہیں ہے یعنی جو اللہ کو پسند ہے افضل تو وہ ہے بس، اب جسے تم کہتے ہو کہ یہ افضل ہے یعنی ہمیشہ ہی روزے سے رہو وہ افضل نہیں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح رکھتے تھے تو یہ جان جو انسان سمجھتا ہے کہ میری ہے اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ یہ تمہاری نہیں ہے اس کو اس طرح رکھنا پڑے گا جیسے ہم نے بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجات عطا فرمائے اور آخرت میں ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء..............................

حکومت.....عوام.....قادیانی.....اور پاکستان؟.....!

﴿ تحریر : حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ ﴾

اسلامیانِ پاکستان کے لیے یہ بات انتہائی کربناک ہے کہ ملک عزیز پاکستان میں ایک بار پھر قادیانی گروہ کی سرگرمیاں خطرناک شکل اختیار کرگئی ہیں۔لگتا ہے کہ قادیانی ملک میں خطرناک کھیل کھیلنے کے درپے ہیں۔اگر قادیانی گروہ کی اِس روش پر حکمران طبقہ نے عدم توجہی برتی اور اِن پر قدغن نہ لگائی تو حالات کیا رُخ اختیار کریں گے یہ آنے والے وقت پر منحصر ہے۔ذیل میں چند فکر انگیز واقعات کا مطالعہ ہر دَردمند پاکستانی کی توجہ کا متقاضی ہے۔

۱۔ ۵ ستمبر ۲۰۰۴ء کے قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ: ''ضلع حافظ آباد کے قصبہ رسول پور تارڑ میں بھارتی ایجنسی راء کا ایجنٹ گرفتار کرلیا گیا۔اس سے دو ہینڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد کرلی گئیں۔اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ خفیہ اطلاع پر ہم نے چھاپہ مار کر ''راء'' کا ایجنٹ گرفتار کیا۔اس کا نام مبشر احمد ہے اور وہ قادیانی ہے۔اس مبشر احمد قادیانی کی بہن گوگی کی شادی حبیب احمد بھارتی قادیانی سے ہوئی۔حبیب احمد قادیانی بھارت میں راء کا ایجنٹ ہے اور مبشر قادیانی پاکستان سے اپنے بہنوئی حبیب احمد قادیانی کو معلومات فراہم کرتا تھا۔مبشر قادیانی نے دورانِ تفتیش راء کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا۔اے ایس پی نے پریس کو بتایا کہ ہم پندرہ روز تک دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلالیں گے''۔اس خبر کو تین ماہ ہو گئے ہیں۔آگے کیا ہوا؟ کس نے تفتیش کو بریک لگوائی؟ یہ حکومت کے لیے سوالیہ نشان ہے۔

۲۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قادیانیوں کے راء کے ساتھ مراسم کو طشت ازبام کیا جاتا۔مگر ہوا کیا؟ کہ جنرل محمد ضیاءالحق مرحوم کے دور سے قادیانیوں پر عائد پابندی کہ ''قادیان یاترا'' کے لیے وہ اجتماعی طور پر نہیں جاسکتے،اس پابندی کو اُٹھالیا گیا۔دسمبر ۲۰۰۴ء میں سینکڑوں قادیانیوں کو قادیان یاترا کے لیے بھیجا گیا اور زرِمبادلہ مہیا کیا گیا۔حالانکہ دنیا کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ تقسیم غلط ہے اکھنڈ بھارت دوبارہ قائم ہوگا۔قادیانیوں کی نعشیں پاکستان میں امانتاً دفن ہیں۔موجودہ دورِ حکومت میں ایسے کیوں ہوا؟

۳۔ واشنگٹن سے اخبار نویس احمد شکیل میاں کی رپورٹ قومی اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ صدر مملکت

جناب پرویز مشرف صاحب اپنے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران لاطینی کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی کے گھر نجی دعوت پر گئے۔ چونکہ ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی ہے اس لیے مہمانوں کی زیادہ تعداد قادیانیوں پر مشتمل تھی جس میں اکثریت بھارت سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں کی تھی۔ اتنے بھارتی قادیانی واشنگٹن کی کسی پاکستانی تقریب میں پہلے نہیں دیکھے گئے۔ قادیانی لیڈرشپ بھی شریک مجلس تھی۔ ڈاکٹر مبشر قادیانی کی بیوی سعدیہ واشنگٹن میں ایک بیباک انتہائی فیشن ایبل اور لبرل خاتون کی شہرت رکھتی ہیں اور واشنگٹن ایریا میں کئی فیشن شو کروا چکی ہے۔ کسی پاکستانی سربراہِ مملکت کا امریکہ میں ایک پرائیویٹ شہری کی دعوت میں اس طرح شرکت کرنا ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور واشنگٹن میں اس پاور لنچ کے متعلق چہ مگوئیاں ہورہی ہیں۔ اس دعوت میں انڈیا اور دوسرا غیر ملکی میڈیا مدعو تھا۔ لیکن مقامی پاکستانی میڈیا کو بری طرح نظر انداز کیا گیا۔ صرف مبشر کے ذاتی دوست صحافی شریک ہوئے۔ مبشر کا کہنا ہے کہ میں نے دعوت نامے ایمبیسی حکام کو دیئے۔ آگے انہوں نے نہیں پہنچائے۔ (روزنامہ تکبیر ۱۵/دسمبر ۲۰۰۴ء)

۴۔ یہی لبرل فیشن ایبل قادیانی خاتون سعدیہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب چوہدری پرویز الٰہی کی مشیرِ تعلیم ہیں۔

۵۔ اسی قادیانی ڈاکٹر مبشر کے قادیانی والد اسلم کے نام پر "اُونچی کھرولیاں (تحصیل ڈسکہ)" کا نام "اسلم پورہ" پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی نے رکھا ہے۔ تاحال نوٹیفکیشن منسوخ نہیں کیا۔ قومی رہنماؤں و دینی شخصیات سے وعدہ کرکے پورا کرتے نظر نہیں آتے۔

۶۔ قومی اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ برطانیہ سے قادیانی غلط ترجمہ والا قرآن مجید لاکر پاکستان میں تقسیم کر کے مذہبی منافرت اور اشتعال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وفاقی وزارتِ مذہبی اُمور نے وزارتِ تجارت، وزارتِ داخلہ اور سی بی آر کو لیٹر بھیجا ہے کہ وہ اس کا انسداد کریں۔

۷۔ لیکن سی بی آر کا چیئرمین ملک ریاض جو کہ دوالمیال ضلع چکوال کی مَلک برادری سے تعلق رکھتا ہے خود سکہ بند قادیانی ہے۔

۸۔ نادرا کا ایک ڈی جی (ڈائریکٹر جنرل اکاؤنٹس) مبینہ طور پر سکہ بند قادیانی ہے۔

۹۔ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرانا قادیانی سرگرمیوں کا تازہ شاہکار کارنامہ ہے۔ ہمارے

وفاقی وزیر داخلہ قادیانی سازش میں بری طرح جکڑ دیئے گئے ہیں، وہ قادیانی کیس کی وکالت کر رہے ہیں۔ لاکھوں پاسپورٹ بغیر خانہ مذہب کے شائع ہو چکے ہیں۔ اَسّی ہزار ایشو بھی ہو گئے ہیں۔ خانہ مذہب کی بحالی کا وزیر اعظم کی موجودگی میں حکمران جماعت کے صدر جناب چوہدری شجاعت حسین نے قوم کو مژدہ جانفزا سنایا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اور وفاقی وزیر اطلاعات نے متعدد بار اعلان کیا کہ کابینہ کے اجلاس میں بحال کر دیا جائے گا۔ وفاقی وزیر داخلہ کا اکاؤنٹس برانچ نادرا (جس کا ڈی جی مبینہ طور پر قادیانی ہے) نے سمری یہ تیار کر کے دی کہ کروڑوں کا نقصان ہوگا۔ بجائے اس کے پچیس سال سے پاسپورٹ میں موجود خانہ مذہب کو حذف کر کے پاسپورٹ شائع کرنے والوں سے اس نقصان کی ریکوری کرائی جاتی، اُلٹا اس کے لیے وفاقی وزراء کی کمیٹی قائم کر دی گئی جس میں دو سابق عسکری وزراء بھی موجود ہیں۔ اس کمیٹی کا اجلاس ہو کر حتمی رپورٹ کو غیر معینہ تاریخ پر ملتوی کر دیا گیا۔ کمیٹی کے سربراہ ہفتہ بھر کے لیے چین کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ کمیٹی کی مثبت و منفی رپورٹ تک پاسپورٹ کی اشاعت جاری، ایشو کرنا برابر جاری، پوری قادیانی کھیپ اس دوران میں پاسپورٹ حاصل کر کے من مانی مراد حاصل کر لے گی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کوئی پاکستانی دردمند اس پر توجہ کرے گا یا اس کیس کو بھی برقعہ و داڑھی کی طرح گھر پر رکھنے کے مشورے سے سرفراز کرے گا۔

۱۰۔ اب آخری خبر جس سے ساری سازش پکڑی جاتی ہے کہ قادیانیوں نے پاکستانی پاسپورٹ سے خانہ مذہب کیوں حذف کرایا؟ وہ یہ کہ قادیانی سیاسی پناہ کے نام پر ویزے لیتے تھے کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ باہر کی حکومتوں نے دھڑا دھڑ ویزے دیئے۔ ان حکومتوں نے انکوائریاں کیں، قادیانی پروپیگنڈا غلط ثابت ہوا کہ قادیانی حالیہ مردم شماری کے مطابق چند لاکھ پاکستان میں ہیں۔ اعلیٰ ملازمتیں پورے ملک کی ایک تہائی آبادی کے برابر ان کے پاس ہیں۔ قادیانی ہونے پر ویزے محدود ہو گئے۔ انہوں نے کھیل کھیلا وزارت داخلہ زندہ باد کہ مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ سے خانہ مذہب حذف کر دیا گیا۔ قادیانی جانتے تھے کہ اس پر دینی قیادت خاموش رہی تو قادیانی مزے میں۔ آج یہ واپس ہوا کل اور سرکاری اقدامات ایک ایک کر کے واپس کرا لیں گے، ہمارے نو دو گیارہ ہو جائیں گے۔ اور اگر دینی قیادت خاموش نہ رہی جس کا زیادہ امکان ہے تو پھر امتیازی سلوک کا پروپیگنڈہ کر کے ویزے لینے کے چاروں طرف پھر دروازے وا ہو جائیں گے۔ اس تناظر میں قومی اخبارات میں شائع شدہ ذیل کی خبر ملاحظہ کریں :

''کراچی (سراج احمد۔ سٹاف رپورٹر) ایف آئی اے نے بعض این جی اوز اور انسانی اسمگلنگ کے ایجنٹوں کی جانب سے قادیانیوں کو مذہبی امتیازی سلوک کے نام پر مغربی ممالک میں سیاسی پناہ دلانے کے منصوبے کا انکشاف کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کی سازش کا نوٹس لے۔ پاکستان سے وِزٹ ویزا پر کھٹمنڈو لے جایا جاتا ہے پھر نئی دہلی میں سفارت خانوں میں درخواستیں جمع کرائی جاتی ہیں۔ باخبر ذرائع کے مطابق ایف آئی اے امیگریشن کراچی کی جانب سے وفاقی حکومت کو ایک رپورٹ اِرسال کی ہے جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ انسانی اسمگلنگ کے ایجنٹوں نے بعض این جی اوز کے ساتھ مل کر بیرون ملک سیاسی پناہ حاصل کرنے کے خواہش مند قادیانیوں کو جعلی کاغذات اور مذہبی امتیازی سلوک کے جعلی واقعات کی بنیاد پر آسٹریلیا، کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک بھجوانے کا کاروبار شروع کررکھا ہے۔ نئی دہلی میں واقع غیر ملکی سفارت خانوں میں جمع کرائی جانے والی درخواستوں میں پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف مذہبی امتیاز کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ ایجنٹ درخواست گزار کو واپس پاکستان لاتے ہیں اور انٹرویو کی طلبی پر دوبارہ نئی دہلی لے جایا جاتا ہے اور ایجنٹوں کے مشورے پر جعلی ایف آئی آر خطوط اور دیگر دستاویزات بنائی جاتی ہیں۔ ایف آئی اے کی رپورٹ کے مطابق پچھلے چند ہفتوں کے دوران اس کاروبار میں بے پناہ تیزی آئی ہے۔ صرف بیس نومبر سے اکیس دسمبر تک اٹھائیس دنوں کے دوران ایف آئی اے امیگریشن کراچی نے اس طرح کے بتیس افراد کو آف لوڈ کیا جو انٹرویو کے لیے کھٹمنڈو جارہے تھے۔ ایف آئی اے کی رپورٹ میں ایک جوڑے مبشر احمد اور ان کی اہلیہ کانتا مبشر کے کیس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مذکورہ جوڑا جو کہ بیس نومبر کو کھٹمنڈو جارہا تھا کہ ایف آئی اے کے افسران نے شک کی بنیاد پر پوچھ گچھ کی تو انہوں نے قادیانیوں کی سیاسی پناہ کے مذکورہ سلسلے کی تصدیق کی اور ایجنٹوں کی جانب سے فراہم کردہ جعلی کاغذات کا بھی انکشاف کیا''

(روزنامہ جنگ ملتان ۴؍جنوری ۲۰۰۵ء)۔

اسلامیانِ پاکستان ! آپ سے درد دل سے گزارش ہے کہ اگر ہماری وزارتِ داخلہ نے قادیانی سازش کا شکار ہوکر پاسپورٹ سے خانہ مذہب کو حذف کر کے قادیانیوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پاکستان کو بدنام بھی کریں اور ویزے بھی حاصل کریں۔ فرمائیے کہ کسی بھی ملک کی وزارتِ داخلہ اپنے ملک کے لیے اتنی بڑی خدمت سرانجام دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اِس پر ملک کی دینی قیادت خاموش رہ کر قادیانیوں سے متعلق پہلے سے نافذ شدہ قانونی اقدامات پر خاموش رہے؟ ہرگز نہیں۔ سوچیے! ملک میں قادیانی کیا کر رہے ہیں۔ ان اسلام دُشمن عناصر سے بچنا کتنا ضروری ہے۔ یہ آپ کے سوچنے کی چیز ہے۔ سوچیے بار بار سوچیے۔

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ''ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد'' بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی ''بکس والی جلد'' بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں رَوٹا مشین پر ''کلر پرنٹنگ'' (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6/ 16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

پروپرائیٹر : محمد سلیم و محمد ندیم

موبائل نمبر : 0300-9464017 , 0300-4293479

فون نمبر : 042-7322408

اعمالِ مغفرت

﴿ جناب محمد راشد صاحب، ڈیرہ اسمٰعیل خان ﴾

زیرِ نظر مجموعۂ احادیث بعنوان ''اعمالِ مغفرت'' کو دیکھ کر معلوم ہوگا کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنے مہربان ہیں مختصر عمل پر عمر بھر کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ ایسے مہربان شفیق مالک اور خالق کی نافرمانی کرنا بندے کو زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا گناہوں سے بچتے ہوئے ذیل کے جن جن اعمال کو بآسانی اختیار کیا جاسکتا ہو اُن کا انتخاب کر کے فوری اپنے معمولات میں شامل فرمالیں، عمل کیے بغیر یہ فضائل کیسے حاصل ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ (محمد راشد)

(۱) اللہ کے راستے کا ذکر :

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں جاتا کوئی مسلمان بندہ اللہ کے راستے میں یا کوئی حاجی لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھتے ہوئے یا لبیک پڑھتے ہوئے مگر سورج اُس کے گناہوں کو لے کر ڈوب جائے گا اور وہ گناہوں سے ایسا نکل آئے گا جیسا کہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا (کفارات الخطایا)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو احرام کی حالت میں ستر مرتبہ تلبیہ کہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جہنم سے آزادی اور نفاق سے آزادی پر ستر ہزار فرشتوں کو گواہ بنالیتا ہے۔ (مسند الفردوس)

(۲) حج کرنا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ جس نے اس طرح حج کیا کہ اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوکر واپس ہوگا جیسا کہ اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔ (کفارات الخطایا ص ۱۹۴)

(۳) پچاس مرتبہ طواف کرنا :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کا

پچاس مرتبہ طواف کیا اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جس طرح کہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا۔ (کفارات الخطایا ص۲۰۳)

(۴) مسلمان کی حاجت پوری کرنا :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی حاجت میں چلا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلہ ستر نیکیاں لکھیں گے اور ستر گناہوں کو مٹائیں گے یعنی معاف فرمائیں گے یہاں تک کہ وہ اس مقام پر لوٹ کر واپس آجائے جہاں اس نے بھائی کو چھوڑا تھا۔ اب اگر اُس نے اس کی حاجت پوری کردی تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل آئے گا جس طرح کہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا (یعنی کچھ بھی باقی نہیں رہیں گے) اور اس سعی و کوشش میں وفات پا گیا تو جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائے گا۔ (کفارات الخطایا ص۲۳۴)

(۵) میت کی تجہیز و تکفین :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میت کو نہلایا اور اُس نے امانت کو ادا کیا، خدانخواستہ اگر کوئی عیب کی بات دیکھی تو اس کو افشا نہ کیا تو اپنے گناہ سے ایسا نکل جائے گا جیسا کہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا یعنی کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ (کفارات الخطایا ص۲۳۶)

(۶) بیماری پر صبر کرنا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی ایک رات بیمار رہا پھر اُس پر صبر کیے رہا اور اللہ عزوجل سے راضی رہا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے ماں سے پیدائش کے دن تھا یعنی کچھ بھی گناہ باقی نہیں رہیں گے۔ (کفارات الخطایا ص۱۱۰)

(۷) بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھا، پھر جمعہ کے دن صدقہ کیا خواہ قلیل مقدار میں یا کثیر مقدار میں تو اُس کے تمام گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی کہ وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا (یعنی کچھ

بھی گناہ باقی نہ رہیں گے)۔(کفارات الخطایا ص۱۹۰)

(۸) سوتے وقت کا ایک وظیفہ :

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹے اور یہ دُعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَا فَقَھَرَ وَبَطَنَ .....وَمَلَکَ فَقَدَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے ماں سے پیدائش کے دن تھا۔(کفارات الخطایا ص۲۷۷)

(۹) نماز کا اہتمام کرنا :

ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص نے پانچ وقتوں کی نماز باجماعت پڑھنے کی محافظت کی تو وہ ایسا ہوگا جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے دن (بے گناہ) تھا۔(ترمذی بحوالہ ماہنامہ البلاغ ج ۳۵ ش۲)

(۱۰) نمازِ اشراق پڑھنا :

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ۔ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کررہے تھے پس آپ نے فرمایا جس کے سامنے آفتاب آجائے (مراد اشراق کا وقت ہے) پھر وہ کھڑا ہوا پس وضو کیا پس بہت اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر اُس نے دو رکعت نفل پڑھیں تو اُس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی اور ایسا ہوجائے گا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔(ترمذی بحوالہ ماہنامہ البلاغ ج ۳۵ ش۲)

(۱۱) روزہ اور تراویح کا اہتمام :

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خدا ﷺ نے رمضان المبارک کی دیگر مہینوں پر فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جس شخص نے ایمان واخلاص کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے دن تھا۔(نسائی)

ف : ایک روایت میں "صام وقام" کے الفاظ آئے ہیں " کہ روزہ رکھا اور قیام کیا"۔(ماہنامہ البلاغ ج ۳۵ ش۵)

(۱۲) شش عید کے روزے :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اُنھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے بعد شوال کے چھ روزے (نفل روزے) رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے دن تھا۔ (طبرانی، البلاغ ج ۳۵ ش ۵)

(۱۳) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت :

صاحب نزہۃ المجالس کہتے ہیں میں نے تنبیہ الغافلین میں حضور ﷺ سے ایک روایت بایں مضمون دیکھی ہے کہ جو شخص اس متبرک کلمہ کو کہتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوجاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے اور ایسا شخص گناہ سے ستر دروازہ دُور رہے گا اور حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہر دن سو دفعہ کہے گا تو فقر اور محتاجی اُس پر سایہ نہ ڈالے گی۔ (ارشاد قدسی ص ۱۳)

ف : ان انعامات کو حاصل کرنے کیلیے اللہ کی فرمانبرداری اور نافرمانیوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔

(۱۴) دو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا :

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ہر روز دو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی تو اُس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے مگر یہ کہ اُس پر قرض ہو۔ (کفارات الخطایا ص ۱۷۲)

(۱۵) کامل وضو اور نفل نماز کی ادائیگی :

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے وضو کیا اور نہایت احسن طریقہ پر وضو کیا پھر فرمایا جس شخص نے میرے اس وضو کرنے کی طرح سے وضو کیا پھر مسجد میں آیا وہاں دو رکعت نفل ادا کی پھر بیٹھا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا دھوکا مت کھانا (بخاری)۔

ف : ''دھوکا'' کھانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل کے بغیر مغفرت کے بھروسہ پر نہ رہنا۔ باقی اعمال بھی کرتے رہنا۔ (البلاغ ج ۳۵ ش ۲) نیز ایک روایت میں ہے کہ جب وضو کے بعد بیٹھتا ہے تو بخشا ہوا ہوتا ہے۔

(۱۶) رمضان المبارک میں ذکر الٰہی کا اہتمام :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا رمضان شریف میں ذکر الٰہی کرنے

والا بخشا بخشایا ہے۔(طبرانی)

ف : رمضان المبارک کے مبارک اوقات کو ضائع کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت میں خرچ کرنا چاہیے۔

(۱۷) اذان کہنے کا اجر :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مؤذن کی مغفرت کر دی جائے گی اور ہر تر اور خشک چیز جو اذان کو سُنے وہ مؤذن کے لیے دُعائے مغفرت کرتی ہے۔(کفارات الخطایا ص ۱۴۳)

(۱۸) سجدے میں دُعاء مانگنا :

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے سجدہ کی حالت میں تین مرتبہ رب اغفرلی کہا، سجدے سے وہ سر نہیں اُٹھا پائے گا کہ اُس کی مغفرت کر دی جائے گی۔(کفارات الخطایا ص ۱۵۷)

(۱۹) ظہر سے قبل چار رکعت :

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے اُس دن کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔(کفارات الخطایا ص ۱۶۰)

(۲۰) عصر سے قبل چار رکعت :

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت مسلسل عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتی رہے گی حتی کہ وہ زمین پر اِس حال میں چلے گی کہ اُس کی مغفرت کی جا چکی ہوگی (کفارات الخطایا ص ۱۶۰)

(۲۱) مغرب کے بعد نماز پڑھنا :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان جاگتا رہا (یعنی عبادت کرتا رہا) اُس کی مغفرت کر دی جائے گی اور (بروز قیامت) دو فرشتے اُس کی سفارش کریں گے۔(کفارات الخطایا ص ۱۶۱)

(۲۲) صلوٰۃ التوبہ پڑھنا :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندے سے جب گناہ ہو جائے پھر وہ وضو کرے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچائے اور پھر وہ ایک خالی جگہ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے اُس گناہ کی مغفرت چاہے اللہ اُس کی مغفرت فرما دیں گے۔(کفارات الخطایا ص ۱۶۸)

(۲۳) جمعہ کے دن غسل کرنا :

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے سونت کر نکال دیتا ہے۔(کفارات الخطایا ص ۱۶۹)

(۲۴) بروز جمعہ نمازِ فجر کا اہتمام :

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز با جماعت پڑھنا اس سے کوئی نماز افضل نہیں ہے۔اور میرا گمان یہ ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز با جماعت پڑھے گا اُس کی ضرور بالضرور مغفرت کر دی جائے گی۔(کفارات الخطایا ص ۱۷۴)

(۲۵) ہر مہینے تین روزے رکھنا :

حضرت میمونہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) نفل روزوں کے بارے میں بتائیے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو استعداد رکھتا ہو ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کرے کیونکہ ہر دن کا روزہ دس خطاؤں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور یہ گناہوں سے ایسا صاف ستھرا کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو۔(ایضاً ص ۱۸۹)

(۲۶) آسان وظیفہ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کہے وہ شخص اس حال میں کھڑا ہوگا کہ اُس کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔(کفارات الخطایا ص ۲۶۶)

(۲۷) شبِ جمعہ میں سورہ دُخان کی تلاوت کرنا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حٰمٓ دخان

کوشبِ جمعہ میں پڑھا تو اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔(کفارات الخطایا ص۲۶۸)

(۲۸) شبِ جمعہ میں سورۂ یٰسین پڑھنا :

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے شبِ جمعہ میں سورۂ یٰسین پڑھی اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔(کفارات الخطایا ص۲۶۸)

(۲۹) صبح وشام کا وظیفہ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے اور شام کے وقت یہ دُعا پڑھے **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِکَ وَمَلَا ئِکَتِکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ** تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کی مغفرت فرمادے گا جو اُس دن اس سے سرزد ہوئے اور جو شام کے وقت اس دُعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کی مغفرت فرمادیں گے جو اس رات میں اس سے سرزد ہوئے۔(کفارات الخطایا ص۲۷۲)

(۳۰) ایک اور آسان وظیفہ :

حضرت ابان المحاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان بندہ جب صبح کرے اور شام کرے تو **رَبِّیَ اللّٰہُ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔(کفارات الخطایا ص۲۷۳)

(۳۱) سورہ تبارک الذی کی فضیلت :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اُس کی مغفرت کرادے اور وہ **تبارك الذی** ہے۔(کفارات الخطایا ص۲۷۴)

(۳۲) کامل استغفار :

حضرت بلال بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے اِن الفاظ کے ساتھ توبہ استغفار کیا **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ** تو اُس بندہ کی

ضرور مغفرت کردی جائے گی اگر چہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر ہی آیا ہو۔ (کفارات الخطایا ص۲۸۶)

(۳۳) اللہ سے مغفرت طلب کرنا :

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ ان کی بدولت اگر تم دُعاء مانگو پھر تمہارے صدا (یمن میں ایک مقام کا نام ہے) کے برابر گناہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کلمات کی وجہ سے تمہاری مغفرت فرمادے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ (ضرور سکھایئے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم کہو **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَسْأَلُکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ** ۔

(۳۴) جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھنا :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے سے ایک نور اُس کے قدم سے آسمان تک کے برابر نکلتا ہے جو قیامت تک چمکتا رہتا ہے اور دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (ابن مردویہ بحوالہ البلاغ ج۳۵ ش۳)۔

(۳۵) مختصر وظیفہ :

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد **اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ** پڑھا کرے تو اُس کی مغفرت کردی جائے گی خواہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر ہی کیوں نہ آیا ہو۔ (کفارات الخطایا ص۲۶۷)

(۳۶) ذکر کی مجلس پر مغفرت :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب لوگ صرف اللہ کی خوشنودی اور اُس کی رضا جوئی کے لیے اکٹھے ہوتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کھڑے ہو جاؤ تم کو بخش دیا گیا، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔ (احمد)

(۳۷) نعمت پر حمد پڑھنا :

حدیث شریف میں آیا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کسی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ پہلی مرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے تو اسکا شکر ادا کر دیتا ہے، دوسری مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ از سرِ نو اُس نعمت کا ثواب دیتا ہے اور جب تیسری مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے گناہ بخش دیتا ہے۔ (حصن حصین)

(۳۸) مجلس کا کفارہ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے اور اُس میں اُلٹی سیدھی باتیں ہو جاتی ہیں سو جو کھڑے ہونے سے پہلے یہ کلمات کہہ دے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** تو اس مجلس میں جو کچھ کوتاہی ہوئی ہے اُس سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۳۹) تین بار دُرود شریف پڑھنا :

ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر روز مجھ پر تین بار درود شریف پڑھے نہایت محبت اور شوق میں آ کر، تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اُس رات اُس کے گناہ بخش دے۔ (طبرانی)

(۴۰) کثرت سے استغفار پڑھنا :

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہوتا اگرچہ دن میں ستّر بار کرے (یعنی استغفار کی برکت سے اس طرح گناہ مٹ جاتے ہیں جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں)۔

حدیث میں ہے **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ** یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا گناہ کیا ہی نہیں۔ دوسری روایت میں ہے **مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ** جو شخص اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمائیں گے۔

ف : لہٰذا تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے سچی توبہ کرنا ضروری ہے اور دل سے ندامت ہو، حقوق العباد سے سبکدوش ہوں، فرائض و واجبات جو رہ گئے ہوں اُن کی قضا کرے پھر مغفرت کاملہ یقینی ہے ان شاء اللہ۔

دینی مسائل

﴿ مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان ﴾

آدمی شرعی مسافر کب بنتا ہے :

اپنی بستی یا شہر کی جس جگہ سے آبادی کو چھوڑتا ہے اُس جگہ اور منزلِ مقصود کے درمیان اگر مسافت تین منزل (یعنی 48 میل یا 76.8 کلومیٹر) یا زائد ہو تو آدمی شریعت کے قاعدے سے مسافر بنتا ہے اِس سے کم میں نہیں۔

مسئلہ : جو کوئی تین منزل (یعنی 48 میل یا 76.8 کلومیٹر) کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہا تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور اگر آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ : شہر و آبادی کے متصل جو باغ اور کھیت ہوں اگرچہ ان میں کام کرنے والوں کے وہاں مکان اور جھونپڑیاں ہوں اُن باغوں اور کھیتوں سے باہر نکل جانا ضروری نہیں بلکہ اُن سے باہر نکلنے سے پہلے قصر کرے۔ اسی طرح اگر آبادی سے باہر کارخانے ہوں جہاں کام کرنے والے رہتے بھی ہوں تو اُن سے آگے نکلنا ضروری نہیں۔

مسئلہ : فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، مٹی کوڑا ڈالنے کی جگہ، اگر یہ جگہ شہر و آبادی سے متصل ہو تو اُس سے باہر ہو جانا ضروری ہے اور اگر آبادی اور فناء کے درمیان دو سو گز یا زیادہ فاصلہ ہو یا درمیان میں کھیت ہو تو فناء سے باہر ہو جانا ضروری نہیں اور اگر اِس سے کم فاصلہ ہو تو وہ آبادی سے متصل کے حکم میں ہے۔

مسئلہ : جس طرف سے بستی سے نکلتا ہے اُسی طرف کی بستی کا اعتبار ہے چاہے دوسرے راستے میں اس کے مقابل ابھی آبادی ہو۔

مسئلہ : جب سفر سے اپنے شہر کی طرف لوٹے تو جب تک آبادی کے اندر داخل نہ ہو جائے تب تک وہ مسافر ہے۔ شہر سے ملحق فناء کا بھی یہی حکم ہے کہ اُس میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ : اگر سفر شرعی یعنی 48 میل کی نیت کے بغیر آبادی سے نکلا تب بھی مسافر نہیں ہوا۔ مثلاً کوئی تیس

میل پر کسی بستی کی نیت سے نکلا پھر وہاں سے اگلے تیس میل پر واقع گاؤں جانے کا ارادہ ہو گیا تو اگرچہ اپنے شہر سے فاصلہ 60 میل ہو گیا لیکن یہ شخص قصر نہیں کرے گا کیونکہ 48 میل کے سفر کی نیت نہیں ہوئی۔ ہاں اگر واپسی میں 60 میل کی مسافت طے کرنے کی نیت کرلے تو قصر کرے گا۔

مسئلہ : ایک شخص 80 میل سفر کا ارادہ کر کے اپنے شہر سے نکلا اور نماز قصر کرتا رہا۔ ابھی 40 میل دُور گیا تھا کہ کسی وجہ سے اُس کا اِرادہ بدل گیا اور گھر کو واپس ہونے لگا تو مسافر نہیں رہا کیونکہ جس طرح 48 میل کے سفر کے اِرادہ سے بستی سے نکلنا سفر شروع ہونے کی شرط ہے اسی طرح سفر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ سفر کے 48 میل پورے ہو جائیں۔

مسئلہ : اَڑتالیس میل جانے کا اِرادہ کر کے گھر سے نکلا لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ بیس پچیس میل کے بعد فلاں گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گا تو مسافر نہیں رہا پورے راستہ میں پوری نماز پڑھے۔ پھر اگر گاؤں پہنچ کر پورے پندرہ دن ٹھہرنا نہیں ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔

مسئلہ : تین منزل جانے کا اِرادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا شہر وغیرہ پڑے گا تب بھی وہ مسافر نہیں ہوا۔

مسئلہ : دو چار دن کیلیے راستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑ گیا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا، روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلا جاؤں گا لیکن نہیں جانا ہوتا، اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن کی نیت کبھی نہیں ہوئی تب بھی وہ مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں

تین منزل سے کیا مراد ہے؟ :

تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے درمیانی چال سے عادت کے مطابق آرام کرتے ہوئے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں کہ دریا اور پہاڑ میں چلنا نہیں پڑتا میدانی علاقے ہیں، اس کا تخمینہ 48 انگریزی میل ہیں۔

اگر پہاڑی راستہ ہو تو وہاں کی چال کے تین دن کا اعتبار ہوگا۔ اسی طرح اگر دریائی راستہ ہو تو تین دن کشتی کی چال سے ایسی حالت میں معتبر ہیں کہ ہوا اعتدال کے ساتھ نہ بہت تیز ہو اور نہ ساکن ہو۔

مسئلہ : اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اُونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز تانگہ

اور تیز بیل گاڑی پر سوار ہے اس لیے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا۔ یا کار یا ریل یا ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ذرا سی دیر میں پہنچ جائے گا تب بھی شریعت کی رُو سے وہ مسافر ہے۔

سفر میں نماز کا حکم :

مسئلہ : جو کوئی شریعت کی رُو سے مسافر ہو وہ ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے اور سنت موکدہ کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو، نہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا ڈر ہو تو افضل یہ ہے کہ ان کو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔

مسئلہ : فجر، مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتا رہا ویسے ہی پڑھے۔

مسئلہ : ظہر، عصر اور عشاء کے فرض دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے۔ جان بوجھ کر پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے اور قاعدہ کی رُو سے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ : اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض ہوگئی اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہوگئیں، فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ : مسافر نے سفر میں قصر کی بجائے سہو سے ظہر، عصر، عشاء میں پوری چار رکعتوں کی نیت کر لی اور نماز شروع کر کے خیال آیا تو نماز میں دل سے تصحیح نیت کر لے اور دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ نماز توڑنے کی ضرورت نہیں۔ (جاری ہے)

دعائے صحت

کوونٹری انگلینڈ کے جناب حاجی محمد عاشق صاحب گھٹنوں کی شدید تکلیف میں مبتلا ہیں۔ قارئین سے ان کے لیے دُعائے صحت کی درخواست کی جاتی ہے۔

وفیات

✿✿✿

جامعہ مدنیہ جدید کے بہی خواہ کراچی کے محترم محمد خالد صاحب کے والد بزرگوار محترم بخش الٰہی صاحب گزشتہ ماہ ۱۰؍جنوری کو رحلت فرما گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحوم بہت نیک دل اور دُعا گو انسان تھے ان کی وفات محترم خالد صاحب اور ان کے برادران کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے۔ اہلِ ادارہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ان کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہوئے دُعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

✿

گزشتہ ماہ کی ۱۳؍تاریخ کو حضرت مولانا اجمل خان صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا اکمل خان صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحوم اپنے مدرسہ میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے بھائی مولانا امجد خانصاحب اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

✿

لاہور کے جناب حسن صاحب اور جناب متین صاحب کے ماموں محترم نفیس احمد صاحب مرحوم طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ کو وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. مرحوم بہت مذہبی اور علم دوست انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر آخرت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کی کفالت فرما کر صبرِ جمیل سے نوازے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

✿✿✿

اخبار الجامعہ

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

۳۱؍دسمبر کو حضرت مہتمم صاحب انگلینڈ کے جناب شفیق صاحب کی دعوت پر جناب وسیم صاحب کا نکاح پڑھانے میاں چنوں تشریف لے گئے۔ نکاح سے فراغت کے بعد حضرت مولانا انور صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم کبیروالا) کی تعزیت کی غرض سے کبیروالا تشریف لے گئے۔ واپسی پر پیر جی عبدالحفیظ صاحب سے ملاقات کی غرض سے چیچہ وطنی جانا ہوا، بعدازاں وہاں سے پاکپتن شریف حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری دیتے ہوئے یکم جنوری کو رات کو ۹ بجے بخیریت واپسی ہوئی۔

۱۱؍جنوری کو ظہر کے وقت حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، نماز ظہر کے بعد طلباء سے مسجد حامد میں خطاب فرمایا، بعدازاں دُعا کرائی۔

۱۶؍جنوری کو حضرت مہتمم صاحب مدرسہ حبیبیہ دارالقرآن بیڈن روڈ کی تقریب دستار بندی میں تشریف لے گئے، طلباء سے بیان فرمایا۔

۲۲؍جنوری کو لندن سے آنیوالے مہمان جناب شفیق صاحب اور اُن کے بھائی وسیم صاحب اور بہنوئی جناب انجم صاحب واپس تشریف لے گئے۔ اس سے قبل ۱۵؍جنوری کو جناب مستقیم صاحب بھی واپس لندن تشریف لے گئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔

الحمد للہ حضرت اقدس مولانا سیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ۷ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ/ ۱۱ر جون ۲۰۰۰ء کو اپنے دستِ مبارک سے ''مسجد حامد'' اور ''جامعہ مدنیہ جدید'' کا سنگِ بنیاد رکھ کر اِس کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز کردیا ہے۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔

اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر پانچ ہزار روپے لاگت آئے گی حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام جامعہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے لیے

1۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

2۔ سیّد محمود میاں جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

اکاؤنٹ نمبر 7915-0 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور

اکاؤنٹ نمبر 1046-1 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور